شوال المکرم ۱۴۴۵ھ اپریل ۲۰۲۴ء
APRIL-2024 Rs. 30/-

عید کم مبارک

ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

مدیر اعلیٰ: حجۃ الاسلام مفتی محمد عسجد رضا خان قادری برکاتی نوری رضوی سلمہ اللہ تعالیٰ

مدظلہ العالی

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

بابری نامہ
آخر وہ کون تھا؟

شوال المکرم اور امام احمد رضا

معلم کائنات! بحیثیت خاوند

اسلامی تہوار اور ہماری تجارت

بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب واحترام

خدا کا انعام اور عید سعید

مسلم امہ پر مظالم کی شب دیجور

نیو ورلڈ آڈر اور یہود ونصاریٰ

عید الفطر اور امین شریعت

انسانی زندگی پر موبائل کے مضر اثرات

اسلام! عدل وانصاف کے آئینے میں

جانشین تاج الشریعہ! حیات وخدمات

علما ومبلغین کے مقامی ہونے کی اہمیت وافادیت

مدیر: مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

مرکز الدراسات الإسلامیة جامعۃ الرضا بریلی شریف یوپی، ھند

CENTER OF ISLAMIC STUDIES JAMIATUR RAZA

MARKAZ NAGAR MATHURAPUR, C.B.GANJ, BAREILLY SHARIF (U.P.)

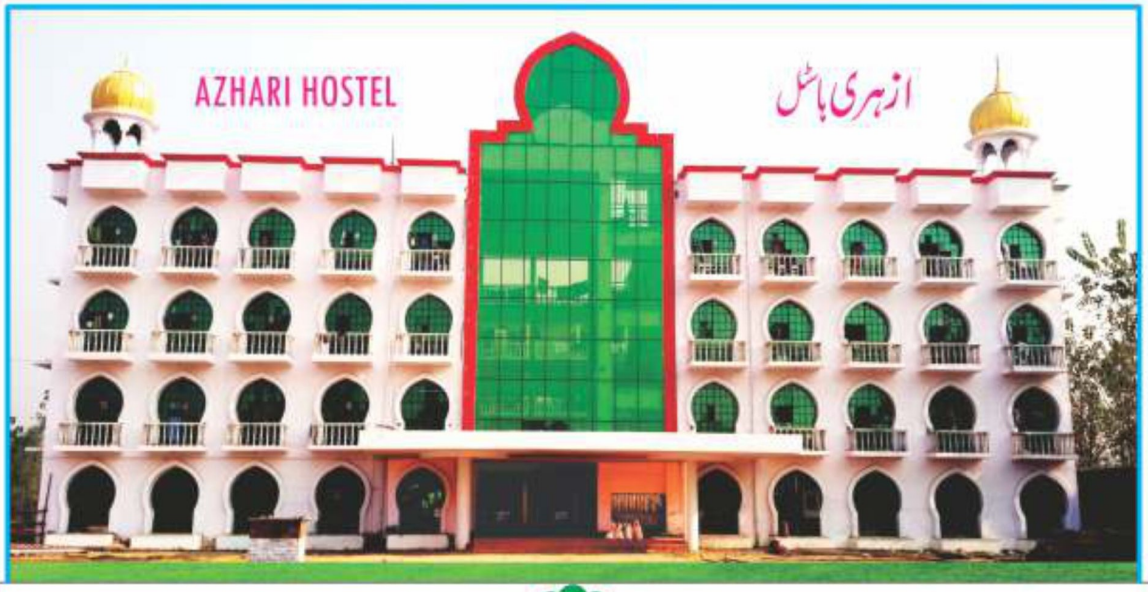

Imam Ahmad Raza Trust

82-Saudagran, Raza Nagar, Bareilly U.P.-243003 (India)

امام احمد رضا ٹرسٹ

۸۲/سوداگران رضا نگر بریلی شریف یوپی (الہند)

E-mail: imamahmadrazatrust@aalaahazrat.com
imamahmadrazatrust@yahoo.co.in
Website: www.aalaahazrat.com, jamiaturraza.com, hazrat.org

Contact No. +91 0581 3291453
+91 9897007120
+91 9897267869

State Bank of India, Bareilly.
A/C No. 030078123009
IFSC Code : SBIN0000597

HDFC Bank, Bareilly
A/c No. 50200004721350
IFSC Code : HDFC0000304

بیادگار

امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی،
مفتیٔ اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسرِ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بانی و سرپرست روحانی
وارثِ علوم اعلیٰ حضرت عکسِ حجۃ الاسلام ثانی
مفتیٔ اعظم نور دیدہ مفسرِ اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خاں قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست و مدیر اعلیٰ
نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادہ و جانشین تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خاں قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی

مرکز اہل سنت و جماعت استاذ العلماء قدس سرہ کا علمی و ادبی ماہنامہ

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنّی دُنیا

بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

مدیر: مولانا محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

شمارہ نمبر ۴
Issue No. 4
Vol. 9 جلد نمبر ۹

۱۴۴۵ھ
شوال المکرم
اپریل ۲۰۲۴ء

تزئین کار
عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا
محمد تمہید خان عرشی
فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ

- قیمت فی شمارہ: ۳۰ روپے
- سالانہ ۳۵۰ روپے سادہ ڈاک سے
- سالانہ ۶۰۰ روپے رجسٹرڈ ڈاک سے
- پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۲۰۰ روپے
- امریکہ اور دیگر ممالک سے ۳۵ امریکی ڈالر

انتباہ

کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ

قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح ۹ بجے سے دوپہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

ہدایت

اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

Contact Address

MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003
Contact Numbers
0581-2458543, 2472166, 3291453

Email:
sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com
Visit Us:
www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in

رابطہ کا پتہ

ماہنامہ سنّی دُنیا
۸۲ر سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس، بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ر سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔

Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

کالم	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
اداریہ	شوال المکرم اور امام احمد رضا	محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی	۵
اسلامیات	معلم کائنات! بحیثیت خداوند	مولانا شمس تبریز خانگی مرکزی	۶
☜	اسلامی تہوار اور ہماری تجارت	ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن	۹
☜	بارگاہ رسول ﷺ کا ادب واحترام	مولانا مدثر حسین اشرفی	۱۴
☜	علما و مبلغین کے مقامی ہونے کی اہمیت وافادیت	مولانا محمد زاہد علی مرکزی	۱۷
☜	خدا کا انعام اور عید سعید	سید خادم رسول عینی	۲۰
☜	اسلام! عدل وانصاف کے آئینے میں	مفتی صابر القادری فیضی	۲۲
احوال وطن	بابری نامہ	مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی	۲۴
☜	بھارتی مسلمانوں کا ۷۵ رسالہ دردناک سفر	مولانا محمد زاہد علی مرکزی	۳۸
تحقیقات	انسانی زندگی پر موبائل کے مضر اثرات	مفتی مشتاق احمد امجدی	۲۶
رضویات	آخر وہ کون تھا؟	مفتی جمیل احمد قادری	۳۰
اسلاف واخلاف	عید الفطر اور امین شریعت	مولانا اشرف رضا قادری	۳۳
☜	جانشین تاج الشریعہ! حیات وخدمات	محمد عباس رضا رضوی	۳۵
نسوانیات	ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	ڈاکٹر مفتی ساحل سہسرامی	۴۱
ترغیبات	فکر آخرت	علامہ مفتی محمد صالح بریلوی قادری	۴۴
احوال عالم	نیو ورلڈ آڈر اور یہود ونصاریٰ	مولانا طارق انور مصباحی	۴۷
☜	مسلم امہ پر مظالم کی شب دیجور	غلام مصطفیٰ رضوی	۴۹
مختصرات	حضرت داؤد علیہ السلام سے ایک عورت کا مکالمہ	ایک قاری کے قلم سے	۵۱
☜	جمعۃ المبارکہ! سید الایام	نورین خان	۵۱
منظومات	الٰہی زیست کو میری تو جنت کا نشاں کردے	مولانا شفیق اللہ نوری	۵۳
☜	ہمیں ان کے در تک رسائی ملی	سید خادم رسول عینی	۵۳
☜	نغمۂ صلی علیٰ جو بھی پڑھا کرتے ہیں	قاری نعیم الدین قادری	۵۳
خیر وخبر	الجامعۃ الرضویہ میں حسام الحرمین کانفرنس اور امام احمد رضا سیمینار	اراکین الجامعۃ الرضویہ	۵۴

فہرست

مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

شوّال المکرم اور امام احمد رضا

ادار یہ

تعطیل کلاں کے بعد عموماً مدارس اسلامیہ ۱۰ رشوال المکرم کو اپنے نئے تعلیمی سال کا آغاز کرتے ہیں، یعنی مدارس اسلامیہ جو علوم اسلامیہ کا سرچشمہ ہیں ہر سال ۱۰ رشوال سے اسلامی تعلیم وتربیت اور اس کا ہمہ جہتی کا نور پھیلانا شروع کر دیتے ہیں اور سال بھر تک یہ سلسلۂ زرّیں جاری وساری رہتا ہے۔

اسی ۱۰ رشوال المکرم کو اس خاکدان گیتی پر عالم اسلام کے ایک بطل جلیل کی آمد آمد ہوئی، گویا جس طرح مدارس اسلامیہ ۱۰ ر شوال المکرم کو اسلامی علوم وفنون کی ترویج واشاعت کے مقصد کے تحت اپنے دروازے کھول دیتے ہیں، اُسی طرح ۱۰ رشوال المکرم کو عالم وجود میں آنے والی اس ذات بابرکات کی ولادت اسلام وسنیت کی ترویج واشاعت اور تحریک عشق رسول ﷺ کی تجدید کے لئے ہوئی۔

دنیا نے دیکھا کہ جب اس بطل جلیل نے ہوش سنبھالا تو علوم وفنون کے ایسے ایسے دریا بہائے کہ دانشوران عالم ورطۂ حیرت میں پڑ گئے، یونیورسٹیوں کے محققین اس بحر ذخار کی غواصی میں مسلسل مصروف ہیں لیکن ابھی تک خود کو کنارے پر ہی محسوس کر رہے ہیں، علوم وفنون کا کون سا ایسا گوشہ ہے جہاں اس کے زرنگار قلم کی مہارت کا منہ بولتا ثبوت نہ موجود ہو، ماہرین جب اس کی نگارشات کا ماہرانہ جائزہ لیتے ہیں تو اس حقیقت کا برملا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ پاتے کہ وہ ان میں سے بعض علوم وفنون کا موجد نظر آتا ہے، ۵۵ ر سے زائد علوم وفنون پر مشتمل تقریباً ایک ہزار نگارشات اس کی یادگار ہیں۔

اس عاشق رسول ﷺ نے عالم اسلام میں عشق رسول کی ایسی شمع فروزاں کی کہ عاشقان رسول اسے عشق کا استعارہ تصور کرنے لگے، جیسے ہی کوئی ''عشق ومحبت'' بولتا ہے بے اختیار زبان پر ''اعلیٰ حضرت، اعلیٰ حضرت'' جاری ہو جاتا ہے، اس کی پرخلوص خدمات دینیہ کا ہی کرشمہ ہے کہ آج لوگ خالص سنیت کو اس کے نام سے جانتے اور پہچانتے ہیں، استحضار اور قوت حافظہ کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی کتاب کا ایک بار مطالعہ کر لیا تو اب سالوں اس کی مرقومہ عبارتیں مع جلد وصفحہ کی تحدید کے بیان فرماتے، کتاب کی طرف رجوع کی اصلاً ضرورت نہ پڑتی، چنانچہ ''الدولة المكية بالمادة الغيبية''، جیسی عظیم وضخیم کتاب اس کی زندہ مثال ہے، جسے آپ نے اپنے دوسرے حج کے موقع پر کتابوں کی غیر موجودگی میں سفر اور بیماری کی حالت میں تحریر فرمائی تھی۔

امام احمد رضا کے فتاویٰ دیکھنے کے بعد حافظ کتب الحرم مکہ مکرمہ حضرت شیخ سید اسماعیل خلیل مکی قدس سرہ العزیز نے ان لفظوں میں آپ کی خداداد صلاحیتوں کا اعتراف کیا ہے:

''والله اقول والحق اقول نوراها ابو حنيفة النعمان لاقرّن عينيه والجبل مؤلفها من جملة الاصحاب۔ خدا کی قسم میں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ اگر ان فتووں کو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھ لیتے تو یقیناً ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی اور وہ اس کے مؤلف کو اپنے شاگردوں میں شامل فرما لیتے۔'' [الاجازات المتينة، ص۹]

جیسے ہی شوال المکرم کا مہینہ اپنے جلو میں عید کی خوشیاں لے کر آتا ہے، اہل عشق ومحبت کی خوشیاں دوبالا کر جاتا ہے کہ اسی مبارک و مسعود مہینے کی دسویں تاریخ کو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ القوی اس دنیائے رنگ وبو میں تشریف لائے اور اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر دین وسنیت کی تجدید کے فرائض انجام دیئے اور یہ ناقابل بقیہ ص ۵۲ ر پر

(از: مولانا شمس تبریز خاکی ظہوری مرکزی *

معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بحیثیت خاوند

اسلامیات

انسانی رشتے خاک دان گیتی پر عدم سے جب وجود میں نہیں آئے تھے، تب خالق کل نے زن وشوہر کا پاکیزہ رشتہ تخلیق فرما کر انسان کی حیات سے بے قراری دور فرمائی اور اس کو قرار سے قریب فرمایا، انسانی زندگی کو اگر قریب سے دیکھا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ دنیا میں سب سے پہلے جس رشتے نے عروج وارتقا کی منازل کو طے فرمایا، وہ یہی خوشگوار رشتہ ہے۔ جس نے انسانی زندگی کو ہر اعتبار سے کامیابی وکامرانی سے ہمکنار فرمایا، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

"هن لباس لكم و انتم لباس لهن-(پ ۱/البقرۃ، ۱۸۷) وہ تمہاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس۔" (کنزالایمان)

جب مرد وعورت نکاح کے بندھن سے بندھ جاتے ہیں؛ تب اللہ تعالیٰ انھیں ایک دوسرے کا لباس قرار فرما کر، یہ باور کرا دیتا ہے کہ جس طرح تمہارے جسم پر لباس تمہارے عیوب کی پردہ پوشی کرتا ہے اور جسم کو زینت بخشتا ہے، بلاشبہ اسی طرح انسان ازدواجی زندگی سے منسلک ہونے کے بعد ایک دوسرے کے عیوب کو چھپاتے ہیں اور خوبیوں کو اجاگر کرتے ہیں، خطا کو درگزر کرتے ہیں، بھلائی پر حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ درد والم میں چارہ گر بنتے ہیں اور مسرت وشادمانی میں شریک ہو کر مزید خوشیوں کا سبب بنتے ہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پور پر بحیثیت شوہر اس رشتے کو عمدہ پیرائے میں ڈھال کر امت مسلمہ کے سامنے پیش فرمایا اور ارشاد فرمایا:

"واستوصوا بالنساء خيرا فانهن خلقن منْ ضلع وإن أعوج شيء في الضلع أعلاه فإن ذهبت تقيمه كسرته وإن تركته لم يزل أعوج فاستوصوا بالنساء خيرا۔ (صحیح بخاری: ۵۱۸۶) عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور پسلی میں بھی سب سے زیادہ ٹیڑھا اس کے اوپر کا حصہ ہے، اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو اسے توڑ ڈالو گے اور اگر اسے چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھی ہی باقی رہ جائے گی، اس لئے میں تمہیں عورتوں کے بارے میں اچھے سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔"

معلم کائنات طالب خیر کو تعلیم فرما رہے ہیں کہ عورت کی تخلیق پسلی سے ہوئی ہے اور وہ بھی اس سے حصے سے جو زیادہ ٹیڑھی ہے! اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی اور اگر اس کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا تو ٹیڑھا پن باقی رہے گا، لہٰذا ہر خانگی معاملات میں اعتدال پسند طبیعت اختیار کرو اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، تاکہ وہ تمہارے جذبات واحساسات کی قدر کر کے تمہارے احکامات وہدایات کو بجالائیں، اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی ضمن میں مزید ارشاد فرماتے ہیں:

"مسلمان مرد عورت مومنہ کو مبغوض نہ رکھے اگر اس کی ایک عادت بری معلوم ہوتی ہے دوسری پسند ہوگی۔"

انسان اگر معلم کائنات کی تعلیم پر غور وفکر کر لے تو ازدواجی زندگی میں انقلاب برپا ہو سکتا ہے، آپ دیکھیں کیسی آفاقی نصیحت اللہ کے نبی نے فرمائی ہے کہ مسلمان مرد، مومنہ عورت سے اس کی کسی ناپسند عادت کی وجہ سے بغض وکینہ دل میں نہ رکھیں، بلکہ اس کی اس عادت کو نظر انداز فرما کر، اس میں وہ عادت تلاش کریں جو اس کے من کو موہ لیتی ہو، ظاہر سی بات ہے کہ ہر انسان میں کوئی نہ کوئی اچھی خوبی ہوتی ہے، جس سے انسان اس کا مداح ہوتا ہے اور اس کی طرف مائل ہوتا ہے تو اگر اس کی اس عادت کی بنیاد پر ہی اس سے محبت ومودت رکھی جائے، تو معاشرے

* مضمون نگار خانقاہ ظہوریہ چشتیہ قادریہ بلگرام شریف سے منسلک ہیں۔

سے بہت سے قیامت خیز مسائل کا حل نہ آئے۔ جیسا کہ دیکھا جاتا ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر گالی گلوج، مار پیٹ حد تو یہ ہے کہ طلاق تک نوبت آجاتی ہے، حدیث پاک میں ہے:

''عن عبد الله بن عمرو، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خياركم خياركم لنسائهم۔ (سنن ابن ماجہ، ۱۹۷۸) حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہتر وہ لوگ ہیں، جو اپنی عورتوں کے لیے بہتر ہیں۔"

قرآن بھی اسی بات کی تعلیم فرماتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ۔ (پ ۴، النساء، ۱۹) ترجمہ: اور ان سے اچھا برتاؤ کرو۔"

اگر ہم سرکار کی خانگی زندگی کو دیکھیں تو معلوم چلے گا آپ کا ہر عمل قرآن کی تفسیر ہے، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''میں ایک سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ تھی، پیدل دوڑ میں ہمارا مقابلہ ہوا تو میں آگے نکل گئی، اس کے بعد جب میرا جسم بھاری ہو گیا۔ (اس زمانے میں بھی) ہمارا دوڑ کا مقابلہ ہوا اب کی بار آپ ﷺ آگے نکل گئے تو اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہاری اس جیت کا جواب ہے۔''

آپ کی ازواج مطہرات سے محبت کا یہ عالم تھا کہ:

''ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پیالے میں پانی پی رہیں تھیں، حضور ﷺ نے دیکھا تو فرمایا: حمیرہ! میرے لیے بھی پانی بچا لینا، چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پانی بچایا تو آپ ﷺ نے پیالہ اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا: عائشہ! تم نے کہاں پر لب لگا کے پیا؟ امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے جگہ بتائی کہ یہاں سے، تو آپ ﷺ نے پیالے کا رخ پھیرا اور جہاں سے زوجہ محترمہ نے پانی پیا تھا، آپ نے بھی اپنے لب مبارک اسی جگہ لگا کے پانی نوش فرمایا۔'' (صحیح مسلم)

ایک اور حدیث پاک میں ہے:

''عن عائشة قالت: كنت أتعرق العظم وأنا حائض، فأعطيه النبي صلى الله عليه وسلم فيضع فمه في الموضع الذي فيه وضعته، وأشرب الشراب فأناوله، فيضع فمه في الموضع الذي كنت أشرب منه۔ (سنن ابی داؤد، ۵۲۹) ام المومنین سیدہ عائشہ بیان کرتی ہیں کہ میں (کھانا کھاتے ہوئے) ہڈی پر سے گوشت نوچتی اور میں حیض سے ہوتی، پھر اسے رسول اللہ ﷺ کو دیتی، آپ (اسے قبول فرلیتے اور) اسی جگہ اپنا منہ رکھتے، جہاں سے میں نے کھایا ہوتا اور میں پانی پیتی پھر آپ کو دیتی، تو آپ اپنے لب وہیں لگاتے، جہاں سے میں نے پیا ہوتا۔''

خلیفۂ دوم حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دور نبوت سے قبل کے حالات بیان فرماتے ہیں:

"ہم لوگ اسلام سے قبل عورتوں کو کچھ نہیں سمجھتے تھے، اسلام نے عورتوں کے لئے احکام نافذ کئے اور ان کے حقوق مقرر کئے۔''

جیسا کہ حدیث پاک سے سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ کس طرح محسن انسانیت نے عورتوں کے حقوق کو یاد دلاتے ہوئے، احکام نافذ فرماتے ہیں اور لوگوں کو قیامت کی ہولناکیوں سے آگاہ فرمایا، حدیث پاک میں ہے:

''عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: من كانت له امرأتان، فمال إلى إحداهما، جاء يوم القيامة وشقه مائل۔ (سنن ابو داؤد، ۲۱۳۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور پھر وہ کسی ایک کی طرف مائل ہو گیا تو وہ قیامت کے روز اس کیفیت میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو جھکا ہوا ہوگا۔''

صادق و اکمل رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف حکم فرمایا بلکہ خود اپنے قول پر دائمی ثابت قدم رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے عقد نکاح میں گیارہ پاک دامن بیویاں تھیں اور آپ ہر ایک کے حقوق کی ادائیگی فرماتے تھے۔ نیز ان کے ساتھ مثالی کردار کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آیا کرتے تھے، حدیث پاک میں ہے کہ:

''عن عائشة رضي الله عنها، قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أراد سفرا أقرع بين نسائه، فأيتهن خرج سهمها خرج بها معه، وكان يقسم لكل امرأة منهن يومها وليلتها، غير أن سودة بنت زمعة وهبت يومها وليلتها لعائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم، تبتغي بذلك رضا رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ (بخاری شریف: ۲۶۸۸) ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں میں قرعہ اندازی فرماتے اور جن کا نام نکل آتا، انہیں اپنے ساتھ لے جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی معمول تھا کہ اپنی ہر بیوی کے لئے ایک دن اور ایک رات مقرر کر دی تھی، البتہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے (اپنی عمر کے آخری دور میں) اپنی باری آپ کی زوجہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی تھی تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کو رضا حاصل ہو۔''

(اس سے بھی قرعہ اندازی ثابت ہوئی)

احادیث کریمہ اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ازواجِ مطہرات کے مابین کیسے انصاف فرماتے تھے۔ لیکن ہم اگر اپنے معاشرے کا جائزہ لیں تو معلوم چلے گا کہ ہمارے عقد نکاح میں ایک ہی عورت ہے اور ہم سہی معنوں میں اس کے ساتھ انصاف نہیں کر پا رہے ہیں۔ اس کے حقوق کی حق تلفی کر رہے ہیں اور اپنے ہاتھوں سے اپنے زوال کا سامان فراہم کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"و المؤمنون و المؤمنٰت بعضهم اولياء بعض۔ (پ۱۰/س التوبہ، آیت ۷۱) ترجمہ کنز الایمان: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔"

لہٰذا ہم کو چاہئے کہ ہم بحیثیت شوہر معلم کائنات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کریں اور اپنی بیویوں کے ساتھ ایک دوست کے جیسا برتاؤ رکھیں، تا کہ وہ اپنے معاملات کو ہم سے کہنے کی اپنے اندر جرئت پیدا کر سکیں، چونکہ عورت کے دل کا آبگینہ بڑا نازک ہوتا ہے، ذرا سی بات سے ٹوٹ جاتا ہے اور ذرا سی کسی کی شفقت سے اس کی طرف مائل بھی ہو جاتا ہے، کوشش کریں کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنے شب وروز گزاریں؛ تا کہ ازدواجی زندگی میں خوب شیر وشکر ہو کر شب وروز گزاریں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة۔ (پ۲۱/س الاحزاب، آیت ۲۱) ترجمہ: بے شک تمہیں رسول اللہ ﷺ کی پیروی بہتر ہے۔"

اگر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے فرمان کے مطابق ہم نے اپنی زندگی بسر کی، تو دنیا میں بھی ہمارے لئے بھلائی ہے اور آخرت میں بھی۔ ورنہ حشر ونشر کی ہولناکیوں سے ہمارا نازک وجود بکھر کر رہ جائے گا۔ ؎

یہ مانا زندگی ہے چار دن کی
بہت ہوتے ہیں یارو چار دن بھی

◆◆◆

ص ۱۹/ کا بقیہ.....

شہید کر دیا کہ انھوں نے طلاق کے بعد بغیر حلالہ نکاح پڑھانے سے منع کر دیا تھا، اس حرام کاری کو کوئی عالم دین کیسے جائز کر سکتا ہے؟ اس کا بدلا انھیں جان دے کر چکانا پڑا، اللہ رب العزت حاسدوں کے حسد، شریروں کے شر سے علمائے اہل سنت کی حفاظت فرمائے، آمین ثم آمین۔

◆◆◆

یہ شمارہ آپ کو کیسا لگا؟ ہمیں اپنے تأثرات ضرور لکھیں، آپ کے تأثرات ماہنامہ سنی دنیا کے صفحات کی زینت بنیں گے، اگر آپ کاروباری ہیں تو رسالہ میں اپنے اشتہار دے کر اپنے کاروبار کو ترقی بھی دے سکتے ہیں۔

از: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن*

اسلامی تہوار اور ہماری تجارت

تجارت ایک بہترین ذریعہ مُعاش ہے، اللہ تعالیٰ نے اس میں بے پناہ برکت رکھی ہے، اگر اسے قرآن وسنّت کے اَحکام کے مطابق انجام دیا جائے، تو دنیاوی منفعت کے ساتھ ساتھ اُخروی نجات اور اجر وثواب کا باعث بھی ہے، اس کی اہمیت وفضیلت کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ قرآنِ پاک میں اسے اللہ تعالیٰ کا فضل قرار دیا گیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ۔ (۱) تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔"

صدر الافاضل مفتی سیّد نعیم الدین مرادآبادی فرماتے ہیں کہ "بعض مسلمانوں نے خیال کیا، کہ راہِ حج میں جس نے تجارت کی یا اونٹ کرائے پر چلائے، اس کا حج ہی کیا! اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔" (۲)

حلال اور جائز چیزوں کی تجارت ہمارے پیارے آقا ﷺ کی بڑی ہی پیاری سنّت ہے، احادیثِ مبارکہ میں شرعی تقاضوں کو مدِّ نظر رکھ کر تجارت کرنے کے متعدد فضائل بیان ہوئے ہیں، ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیّدنا رافع بن خُدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسول اللہ! کون سا کسب (ذریعہ مُعاش) زیادہ پاکیزہ ہے؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهِ، وَكُلُّ بَيْعٍ مَبْرُورٍ۔ (۳) آدمی کی اپنے ہاتھ کی دستکاری، اور ہر سچی تجارت۔"

حکیم الامّت مفتی احمد یار خاں نعیمی اس حدیثِ پاک کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ "دستکاری میں کھیتی باڑی، کتابت اور دوسری حلال صنعتیں داخل ہیں اور سچی تجارت سے ہر حلال وصحیح تجارت مراد ہے۔" (۴)

امانتدار اور سچے تاجر کا مقام ومرتبہ

ملاوٹ، ناپ تول میں کمی، اور جھوٹ وغیرہ سے بچ کر حلال وصحیح تجارت کرنے والا شخص، بروز قیامت انبیا وصدّیقین کے ساتھ ہوگا، جیسا کہ حدیثِ پاک میں حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الأَمِينُ، مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ۔ (۵) سچا اور امانتدار تاجر (قیامت کے دن) انبیا، صدّیقین اور شہدا کے ساتھ ہوگا۔"

اسی طرح ایک مقام پر حضرت سیّدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ التُّجَّارَ يُحْشَرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُجَّاراً، إِلَّا مَنِ اتَّقَى وَبَرَّ وَصَدَقَ۔ (۶) یقیناً تاجر لوگ قیامت کے دن فاجر لوگوں میں اٹھائے جائیں گے، مگر جو تقویٰ، سچائی اور اچھی طرح سے مُعاملہ کرے گا، وہ ان میں سے نہیں ہوگا۔"

حضرت سیّدنا مُعاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ أَطْيَبَ الْكَسْبِ كَسْبُ التُّجَّارِ الَّذِينَ إِذَا حَدَّثُوا لَمْ يَكْذِبُوا، وَإِذَا ائْتُمِنُوا لَمْ يَخُونُوا، وَإِذَا وَعَدُوا لَمْ يُخْلِفُوا، وَإِذَا اشْتَرَوْا لَمْ يَذُمُّوا، وَإِذَا بَاعُوا لَمْ يُطْرُوا، وَإِذَا كَانَ عَلَيْهِمْ لَمْ يَمْطُلُوا، وَإِذَا كَانَ لَهُمْ لَمْ يُعَسِّرُوا۔ (۷) یقیناً سب سے پاکیزہ کمائی اُن تاجروں کی ہے، جو بات کریں تو جھوٹ نہ بولیں، جب ان کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خِیانت نہ کریں، جب وعدہ کریں تو اس کی خلاف ورزی نہ کریں، جب کوئی چیز خریدیں تو اس میں

* مضمون نگار وزارت اوقاف ابوظہبی کے مفتی ہیں۔

عیب نہ نکالیں، جب کچھ بیچیں تو اس کی بے جا تعریف نہ کریں، جب ان پر کسی کا کچھ آتا ہو تو اس کی ادائیگی میں سُستی نہ کریں اور جب ان کا کسی پر آتا ہو تو اس کی وُصولی کے لیے سختی نہ کریں۔"

ہمارے اَسلاف کا اندازِ تجارت

آج مادّہ پرستی کا دَور دورہ ہے، زیادہ سے زیادہ مال کمانے اور نفع حاصل کرنے کی غرض سے، حلال وحرام کی تمیز ہی ختم ہوتی جارہی ہے، مال ودولت کی حرص، ناپ تول میں کمی، ذخیرہ اندوزی، ملاوٹ اور اچھا مال دکھا کر گھٹیا مال بیچنے جیسی متعدد غیر اَخلاقی وغیر شرعی برائیاں، ہمارے قول وفعل کا حصّہ بن چکی ہیں، جبکہ ہمارے اَسلاف کرام اور بزرگوں کا اندازِ تجارت یہ تھا، کہ وہ ہمیشہ صاف ستھری اور اعلیٰ معیار کی اشیا فروخت کرتے، اگر کسی چیز میں عیب ہوتا تو خریدار کو اس عیب سے آگاہ کرتے، وہ مال ودَولت کی لالچ ہرگز نہیں رکھتے تھے، ہمیشہ کم سے کم نفع لینے کی کوشش کرتے؛ تاکہ مخلوقِ خدا کا زیادہ سے زیادہ بھلا ہو۔

حضرت سیّدنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عظیم امام ومجتہد ہیں، اس کے باوجود آپ نے کسبِ حلال کے لیے تجارت کا پیشہ اپنایا، آپ کپڑے کی تجارت فرماتے تھے، آپ کا یہ معمول تھا کہ جب کسی کو مالِ تجارت دے کر بھیجتے، تو اُسے خاص طور پر تاکید فرماتے کہ فُلاں کپڑے میں کچھ عیب ہے، جب تم اسے فروخت کرو تو عیب بیان کر دینا، سیّدنا امامِ اعظم ابوحنیفہ کے کاروباری شراکت دار حضرت سیّدنا حفص بن عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "ایک بار میں نے مالِ تجارت فروخت کیا اور بیچتے وقت اس مال کا عیب بتانا بھول گیا، جب امامِ اعظم کو اس بات کا علم ہوا، تو آپ نے ان کپڑوں کی تمام قیمت صدقہ کر دی۔" (۸)

اسی طرح حجۃ الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمہ ایک حکایت تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "ایک بُزرگ نے (عراق کے مشرقی شہر) واسِط سے، گندم سے بھری ایک کشتی بصرہ شہر کی طرف بھیجی اور اپنے وکیل کو یہ پیغام بھیجا کہ جس دن یہ گندم بصرہ پہنچے اُسی دن اسے بیچ دینا اور اگلے دن تک تاخیر نہ کرنا؛ جبکہ بصرہ میں گندم کی قیمت بڑھنے کے قوی اِمکانات تھے، اس لیے تاجروں نے اس وکیل کو مشورہ دیا کہ اگر اس گندم کی فروخت کو جمعہ کے دن تک مؤخّر کر دو تو دُگنا نفع ہوگا، وکیل نے تاجروں کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے جمعہ تک وہ گندم فروخت نہ کی، جس کی وجہ سے اسے کئی گُنا زیادہ فائدہ ہوا، لیکن جب وکیل نے یہ واقعہ اپنے بزرگ مالک کو لکھ کر بھیجا، تو انہوں نے اسے جواب لکھتے ہوئے فرمایا: اے شخص! ہم اپنے دین کی سلامتی کے ساتھ تھوڑے نفع پر ہی قناعت کر لیتے ہیں، مگر تم نے اس کے خلاف کیا، ہمیں یہ بات ہرگز پسند نہیں کہ اس سودے میں کئی گُنا (دُنیوی) نفع ہو اور اس کے بدلے ہمیں دینی واُخروی نُقصان پہنچے، لہٰذا جیسے ہی تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچے، فوراً (کمایا ہوا) تمام مال اور نفع، بصرہ کے غریبوں اور فقیروں پر صدقہ کر دینا، شاید ایسا کرنے سے میں ذخیرہ اندوزی کے گُناہ سے نَجات پاسکوں۔" (۹) یعنی ایسا کرنے سے اگر مجھے دنیاوی طور پر کوئی نفع نہیں ملتا تو نہ ملے، لیکن کم از کم اتنا ضرور ہو جائے گا کہ اس طرح کرنے سے میں اپنے اُخروی نقصان سے بچ جاؤں گا۔

جتنا رزق مقدّر میں ہے مل کر رہے گا

خالق کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ نے ہر انسان، حیوان، جنّات اور چرند پرند، چاہے چھوٹا ہو یا بڑا، سب کے رزق کا ذمّہ اپنے کرم پر لیا ہوا ہے، لہٰذا بحیثیت مسلمان ہمارا اس بات پر پختہ ایمان ویقین ہونا چاہیے، کہ جس جاندار کا جہاں جہاں اور جتنا جتنا رزق لکھا ہے، وہ وعدے کے مطابق اُسے ضرور مل کر رہے گا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ (۱۰)

زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمّہ کرم پر نہ ہو، اور جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرے گا اور کہاں سپرد ہو گا، سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب میں ہے۔"

لہٰذا تجارت یا کسی بھی پیشے سے وابستہ ہر شخص کو چاہیے، کہ صرف مال ودولت اور پیسہ کمانے کو مقصدِ حیات ہرگز نہ بنائے،

اس میں میانہ روی اختیار کرے، حلال کمائے، گراں فروشی سے گریز کرے اور حرام سے کوسوں دُور بھاگے، حضرت سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا:

"أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللهَ وَأَجمِلُوا فِي الطَّلَبِ؛ فَإِنَّ نَفْساً لَنْ تَمُوتَ حَتّى تَسْتَوْفِيَ رِزْقَهَا، وَإِنْ أَبْطَأَ عَنْهَا، فَاتَّقُوا اللهَ وَأَجمِلُوا فِي الطَّلَبِ، خُذُوا مَا حَلَّ، وَدَعُوا مَا حَرُمَ۔(۱۱) اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور روزی کمانے میں میانہ رَوی اختیار کرو؛ کیونکہ اپنا رزق پورا کیے بغیر کوئی بھی نہیں مرے گا، اگرچہ اس میں دیر ہو جائے، لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے روزی کماؤ، جو حلال ہے اُسے لے لو اور جو حرام ہے اُسے چھوڑ دو۔"

حرام مال سے بچنے کی تاکید

خالق کائنات جل جلالہ نے جہاں رزقِ حلال کمانے کی تاکید فرمائی، وہیں چوری، ڈکیتی، سُود، رشوت اور مالی خُرد بُرد جیسے حرام و باطل طریقوں سے مال حاصل کرنے سے بھی منع فرمایا ہے، اللہ رب العالمین نے حلال کھانے اور حرام سے بچنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

"كُلُوا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى۔(۱۲) کھاؤ جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں روزی دیں اور اس میں زیادتی نہ کرو؛ کہ تم پر میرا غضب اُترے! اور جس پر میرا غضب اُترا یقیناً وہ ہلاک ہوا۔"

یعنی مقرر کردہ حد سے تجاوز نہ کرو! ناپ تول میں کمی کرنا، دھوکے سے عیب زدہ مال بیچنا، اچھی چیز دکھا کر ناقص دے دینا، ذخیرہ اندوزی کر کے ضروریاتِ زندگی سے متعلّق اشیا کی مصنوعی قلّت پیدا کرنا اور حرام روزی کمانا، یہ سب اُمور حد سے تجاوز کرنے اور ہلاکت میں پڑنے کا باعث ہیں۔

تاجر کے لیے چند ضروری آداب

دینِ اسلام ایک مکمل اور تا قیامت رہنے والا دین ہے، اس کے اَحکام ہر شعبۂ زندگی کو محیط ہیں، یہی وجہ ہے کہ دینِ اسلام اپنے ماننے والے تاجروں کو اس بات کا پابند کرتا ہے کہ تجارت یا کاروبار وغیرہ کو فروغ دینے کے لیے ہمیشہ سچائی اختیار کریں، جھوٹ ہرگز نہ بولیں، زیادہ نفع کمانے کی غرض سے جھوٹی قسمیں کھا کر اپنا مال ہرگز نہ بیچیں کہ یہ بے برکتی کا باعث ہے، حدیث پاک میں ہے، تاجدارِ رسالت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا، بُورِكَ لهما في بَيْعِهِما، وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا، مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِما۔(۱۳) خرید و فروخت کرنے والے اگر سچائی سے کام لیں اور مُعاملے کو واضح کر دیں، تو ان کے سَودے میں برکت دی جاتی ہے اور اگر کوئی بات چھپا لیں اور جھوٹ بولیں، تو ان کے سَودے سے برکت اُٹھا لی جاتی ہے۔"

اسلامی تجارت کی رُو سے تمام تاجروں اور ان کے مُعاونین پر لازم ہے، کہ خریدار کو آگاہ کیے بغیر عیب زدہ اور خراب مال ہرگز نہ بیچا جائے، اعلیٰ کوالٹی (Quality) کا مال دکھا کر ہلکی کوالٹی کی چیز ہرگز نہ دی جائے، بعض سیل مین (Sale Man) حضرات عموماً اپنے سیٹھ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے، ایسا کرتے دکھائی دیتے ہیں اور خود کو بہت عقل مند اور چالاک تصوّر کرتے ہیں، انہیں یہ بات خوب معلوم ہونی چاہیے کہ یہ ہوشیاری یا عقلمندی نہیں بلکہ سراسر گھاٹے اور خسارے کا سَودا ہے اور ایسا کرنے والے سے رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لاتعلّقی کا اظہار فرمایا ہے۔

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ غلّے کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے اپنا دست مبارک اس ڈھیر میں ڈالا تو انگلیوں پر کچھ تری محسوس ہوئی، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا:

"مَا هَذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟ اے غلّے والے یہ کیا ہے؟"

دوکان دار نے کہا: یا رسولَ اللہ! بارش کے باعث کچھ

تری آ گئی ہے، نبی رحمت ﷺ نے فرمایا :

"أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ، مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي۔(۱۴) پھر تم نے بھیگے ہوئے غلّے کو اوپر کیوں نہیں رکھا؛ تا کہ لوگ اسے دیکھ لیتے! جو شخص دھوکا دے اس کا مجھ سے کوئی تعلّق نہیں۔"

کاروبار میں ہمیشہ دیانت وامانت اختیار کیجیے، ناپ تول میں کمی مت کیجیے! بلکہ کوشش کر کے ہمیشہ وزن سے کچھ زیادہ دیں کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی اپنی امّت کے لیے یہی تعلیمات ہیں، حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِذَا وَزَنْتُمْ فَأَرْجِحُوا۔(۱۵) جب تم وزن کرو تو کچھ زیادہ کرلو۔"

تمام تاجر حضرات پر لازم ہے، کہ تجارت کے ساتھ ساتھ فرائض وواجبات کی ادائیگی کا بھی پورا اہتمام کریں، کہ کاروبار وغیرہ میں اس قدر مشغولیت، ہلاکت اور خسارے کا باعث ہے، نبی کریم ﷺ کے پیارے صحابہ کرام جب تجارت فرماتے، تو حقوق اللہ کی ادائیگی، اُن کی ہمیشہ اوّلین ترجیح ہوا کرتی، حضرت سیّدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"كَانَ الْقَوْمُ يَتَبَايَعُونَ وَيَتَّجِرُونَ وَلَكِنَّهُمْ إِذَا نَابَهُمْ حَقٌّ مِنْ حُقُوقِ اللهِ، لَمْ تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ، حَتَّى يُؤَدُّوهُ إِلَى اللهِ۔(۱۶) صحابۂ کرام (بھی) خرید وفروخت اور تجارت کرتے تھے، لیکن جب انہیں اللہ کے حقوق میں سے کوئی حق پیش آتا، تو تجارت اور خرید وفروخت کے باعث اللہ کی یاد سے غافل نہ ہوتے، حتیٰ کہ وہ لوگ اللہ کے اس حق کو ادا کر لیتے تھے۔"

اسلامی تہوار اور مسلمان تاجروں کا طرزِ عمل

ہماری خوش بختی ہے، کہ رمضان المبارک کا مقدّس مہینہ رحمتیں اور برکتیں لیے، ایک بار پھر ہمارے درمیان جلوہ گر ہے، اس مقدّس مہینے میں عبادت کا لطف اور انوارِ وتجلّیات کی برسات بے مثال ہوتی ہیں، مذہبی اختلاف کے باوجود دنیا بھر کے لوگ مسلمانوں کے، اس مقدّس مہینے اور دیگر اسلامی تہواروں پر، انسانی ہمدردی اور جذبۂ خیر سگالی کے طور پر، ضروریاتِ زندگی اور اشیائے خورد ونوش (کھانے پینے کی چیزیں) وغیرہ کی قیمتوں میں نمایاں کمی کرتے ہیں؛ تا کہ غریب سے غریب شخص بھی سحر و اِفطار اور عیدین (عید الفطر اور عید قربان) جیسے اسلامی تہواروں کی خوشیوں کا لطف اٹھا سکے، لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اسلام کے نام پر حاصل کیے جانے والے وطنِ عزیز پاکستان میں، صورت حال اس کے برعکس ہے، برسہا برس کا مشاہدہ ہے کہ جیسے ہی اس عظمت والے مہینے کی آمد قریب ہوتی ہے، ہمارے تاجر حضرات کی طرف سے اشیائے خورد ونوش (کھانے پینے کی چیزوں) کی ذخیرہ اندوزی اور بے تحاشا مہنگائی کا بازار گرم کر دیا جاتا ہے، مصنوعی قلّت پیدا کر کے منہ مانگی قیمت وصول کی جاتی ہے، یہ ایک انتہائی مذموم اور خلافِ شریعت عمل ہے، اس کی جتنی بھی مذمّت کی جائے کم ہے، دینِ اسلام کھانے پینے کی اشیا ذخیرہ اندوزی کر کے مصنوعی قلّت پیدا کرنے والوں کی حوصلہ شکنی فرماتا ہے، حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"مَنِ احْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ طَعَاماً، ضَرَبَهُ اللهُ بِالْجُذَامِ وَالْإِفْلَاسِ۔(۱۷) جو شخص کھانے پینے کی چیزوں میں ذخیرہ اندوزی کر کے مسلمانوں پر مہنگائی کا بوجھ ڈالے، اللہ تعالیٰ اسے تنگ دستی اور کوڑھ کے مرض میں مبتلا کر دے گا۔"

حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے ایک اَور روایت میں ہے، حضور خاتم النبیّین ﷺ نے ارشاد فرمایا :

"وَالْمُحْتَكِرُ مَلْعُونٌ۔(۱۸) ذخیرہ اندوزی کرنے والا ملعون (لعنتی) ہے۔" یعنی اللہ کی رحمت سے دُور ہے۔

مصطفےٰ جانِ رحمت ﷺ کے ان ارشاداتِ عالیہ سے، یہ بات خوب واضح وآشکار ہوئی کہ ذخیرہ اندوزی کر کے، مصنوعی قلّت پیدا کرنا کتنا گھناؤنا اور مذموم فعل ہے، لہٰذا میرے جو تاجر بھائی کم علمی یا کسی اَور وجہ سے ایسا کرتے ہیں، انہیں چاہیے کہ

رمضان المبارک کی ان مقدّس اور پُرنور ساعتوں سے بھر پور فائدہ اٹھاتے ہوئے، ذخیرہ اندوزی جیسے حرام اور ملعون کام سے اللہ تعالیٰ کے حضور سچّے دل سے توبہ واستغفار کریں اور ہمیشہ کے لیے ایسا کبھی نہ کرنے کا پکا عزم کریں۔

خصوصی گزارش

کورونا وائرس کے باعث، نظامِ زندگی معطل ہو کر رہ گیا ہے، غریب اور محنت مزدوری کرنے والے لوگوں کے مسائل، سنگین صورتحال اختیار کر چکے ہیں، امیر ہو یا غریب ہر شخص کی قوتِ خرید متأثر ہوئی ہے، لہٰذا اس نازک صورت حال کے پیشِ نظر، جو تاجر حضرات اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ تعاون و اِمداد کی حیثیت رکھتے ہوں، انہیں چاہیے کہ وہ رمضان المبارک کی مناسبت سے، پریشان حال لوگوں کی دل کھول کر مدد کریں، اشیائے خورد ونوش اور ضروریاتِ زندگی سے متعلّق چیزوں کی قیمتوں میں نمایاں کمی کریں، یا کم از کم اتنا ضرور کریں کہ اپنے نفع کی شرح کچھ کم کرلیں؛ تاکہ غریب سے غریب مسلمان بھی اپنے بال بچوں کے لیے عید کی خوشیوں کا سامان کر سکے۔

اپنے دیگر مسلمان بھائیوں کی مدد اور خیر خواہی کو، صرف کرونا وائرس یا رمضان شریف تک محدود نہ رکھیں، بلکہ ہمیشہ کے لیے اپنی یہ عادت بنائیں، کہ ہر اسلامی تہوار کی خوشی کے موقع پر کم سے کم نفع لیں، صرف حلال اور جائز اشیا کی تجارت کریں، حرام اور ناجائز اشیا کی تجارت سے دور رہیں، رمضان شریف میں روزے، تراویح، عبادات، تلاوتِ قرآن اور دیگر نیک اعمال کے ساتھ ساتھ، صِلہ رِحمی اور صدقہ وخیرات کے ذریعے بھی فقیروں، مسکینوں اور ضرورت مندوں کی حاجت روائی کیجیے۔

اے اللہ! رمضان المبارک کے طفیل ہمارے روزوں، تراویح اور دیگر عبادات کو قبول فرما، ہمیں ریاکاری کی تباہ کاری سے بچا، ہمیں اسلامی طریقے کے مطابق تجارت اور کاروبار کی توفیق عطا فرما، رزقِ حلال کمانے اور حرام سے بچنے کی توفیق مرحمت فرما، حرام وناجائز اشیا کی تجارت سے بچا، ناپ تول میں زیادہ دینے کا حوصلہ وجذبہ عطا فرما، جھوٹی قسمیں کھانے سے بچا، امانت ودیانت داری کے تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما، اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے اِرشادات پر عمل کرتے ہوئے قرآن وسُنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دو عالم ﷺ اور صحابۂ کرام کی سچی محبّت اور اِخلاص سے بھر پور اِطاعت کی توفیق عطا فرما، اے رب! ہمارے رزقِ حلال میں برکت عطا فرما، ہمیشہ مخلوق کی محتاجی سے محفوظ فرما، اپنی محبت و اِطاعت کے ساتھ سچی بندگی کی توفیق عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، الٰہی! ہمارے اَخلاق اچھے اور ہمارے کام عمدہ کردے، ہمارے اعمالِ حسنہ قبول فرما، ہمیں تمام گناہوں سے بچا، ہمارے فلسطینی وکشمیری مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، ہندوستان کے مسلمانوں کی جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، ان کے مسائل کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقِہ ونورِ عرشِہ، سیّدنا ونبیّنا وحبیبنا وقرّۃ أعیُننا محمّدٍ، وعلی آلہ وصحبہ أجمعین وبارَك وسلّم، و الحمدللہ ربّ العالمین۔

حوالہ جات

(۱) پ2، البقرۃ198۔ (۲) تفسیر خزائن العرفان 67۔ (۳) مسند الإمام أحمد، حدیث رافع بن خدیج، ر۱۷۲۶۶/ 6/ 112۔ (۴) مرأۃ المناجیح، تجارتوں کا باب، تیسری فصل، 4/ 260۔ (۵) سنن الترمذی، أبواب البیوع، ر۱۲۰۹/ ص۲۹۵۔ (۶) المعجم الکبیر، باب الراء، ر۴۵۴۰/ ۵/ ۴۴۔ (۷) شعب الایمان، 34 باب فی حفظ اللسان، ر4804/ 4/ 1750۔ (۸) انظر: تاریخ بغداد، النعمان بن ثابت الامام أبوحنیفۃ، 11/ 254۔ (۹) إحیاء العلوم، کتاب آداب الکسب والمعاش، الباب 3، 2/ 83 مختصراً۔ (۱۰) پ12، ہود 6۔ (۱۱) سنن ابن ماجہ، کتابُ التّجارۃ، ر 2144/ ص361۔ (۱۲) پ16/ ط81۔ (۱۳) صحیح البخاری، کتابُ البیوع، ر۲۱۱۰/ ص۳۳۹۔ (۱۴) صحیح مسلم، کتابُ الإیمان، ر۲۸۴/ ص۵۷۔ (۱۵) سنن ابن ماجہ، باب الرجحان فی الوزن، ر۲۲۲۲/ ص۳۷۳۔ (۱۶) صحیح البخاری، کتابُ البیوع، باب التجارۃ فی البرّ وغیرہ، ص۳۳۱۔ (۱۷) سنن ابن ماجہ، باب الحکرۃ والجلب، ر۲۱۵۵/ ص362۔ (۱۸) المرجع نفسہ، ر۲۱۵۳۔

◆◆◆

از: محمد مدثر حسین اشرفی پورنوی*

بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب واحترام

اسلامیات

فرش زمین زیر آسمان ایک ایسی مقدس پاکیزہ اور عظیم الشان بارگاہ ہے، جہاں کی حاضری سند شفاعت سے نوازتی ہے، یہی وہ بارگاہ کرم ہے جس کی حاضری کے لیے قلوب عاشقاں ہر لمحہ بے قرار رہتے ہیں، اسی مقدس بارگاہ کی بھیک سے اہل جہاں پلتے ہیں، یہاں بے قرار دلوں کو قرار ملتا ہے، سکون واطمینان کی بہاریں نصیب ہوتی ہیں، یہاں پژمردہ چہرہ مثل گلاب کھل اٹھتا ہے، روزانہ صبح وشام ستر ہزار ملائکہ یہاں آ کر گنبد خضریٰ کا طواف کرتے ہیں، نیز مصطفےٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم پر درود وسلام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں، جن کے نصیب کا ستارہ اوج ثریا پر ہو انہیں اس بابرکت در کی حاضری میسر ہوتی ہے، جنہیں یہ سعادت حاصل ہو، انہیں چاہئے کہ روضۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی حاضری کے وقت حد درجہ ادب و احترام ملحوظ رکھے اور یہ دس مصرعے ذہن وفکر کے دریچے میں ازبر کرلے۔ ؎

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے
(اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی)

اے پائے نظر ہوش میں آ کوئے نبی ہے
آنکھوں سے چلنا بھی تو یہاں بے ادبی ہے
(حضرت آسی غازی پوری)

سنبھل جا اے دل مضطر مدینہ آنے والا ہے
لُٹا اے چشم تر گوہر مدینہ آنے والا ہے
قدم بن جائے میرا سر مدینہ آنے والا ہے
بچھوں رہ میں نظر بن کر مدینہ آنے والا ہے
(حضور تاج الشریعہ)

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا
(ڈاکٹر اقبال)

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔ (پ26 آیت نمبر2) ترجمہ: اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت (ضائع) نہ ہوجائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔" (کنز الایمان)

اس آیت کی تفسیر میں صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"اس آیت میں حضور کا اجلال واکرام وادب واحترام تعلیم فرمایا گیا اور حکم دیا گیا کہ ندا کرنے میں ادب کا پورا لحاظ رکھیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہیں، اس طرح نہ پکاریں بلکہ کلمات ادب وتعظیم وتوصیف و تکریم والقاب عظمت کے ساتھ عرض کرو جو عرض کرنا ہو کہ ترک ادب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔"

شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت ثابت بن قیس بن شماس کے حق میں نازل ہوئی انہیں ثقل سماعت تھا (یعنی اونچی آواز سے سنتے تھے) اور آواز ان کی اونچی تھی بات کرنے میں آواز بلند ہوجایا کرتی تھی، جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ثابت اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور کہنے

* مضمون نگار رضائے مصطفےٰ مسجد گیورائی، ضلع بیڑ مہاراشٹر کے امام وخطیب ہیں۔

لگے کہ میں اہل نار سے ہوں، حضور نے حضرت سعد سے ان کا حال دریافت فرمایا، انہوں نے عرض کیا کہ وہ میرے پڑوسی ہیں اور میرے علم میں انہیں کوئی بیماری تو نہیں ہوئی، پھر آ کر حضرت ثابت سے اس کا ذکر کیا ثابت نے کہا: یہ آیت نازل ہوئی اور تم جانتے ہو کہ میں تم سب سے زیادہ بلند آواز ہوں تو میں جہنمی ہو گیا، حضرت سعد نے یہ حال خدمت اقدس میں عرض کیا تو حضور نے فرمایا کہ وہ اہل جنت سے ہیں۔" (خزائن العرفان)

مندرجہ بالا آیتِ کریمہ پر غور وفکر کرنے سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ، حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حد درجہ ادب واحترام ملحوظ رکھا جائے، ورنہ یہاں کی ادنیٰ سی بھی گستاخی اعمال کے ضائع ہونے کا سبب ہے، ذرا غور کریں! مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس کی بے ادبی کرنے والوں کو کیسی عبرت ناک سزا مل رہی ہے، کہ اس کے اعمال بھی چھین لیے جا رہے ہیں اور انہیں احساس تک نہیں، مطلب یہ کہ گستاخی کرنے والوں کے نامۂ اعمال میں گرچہ نمازوں، روزوں، حج وزکوٰۃ ودیگر اعمال صالحہ کے ذخائر ہوں، دعوت وتبلیغ کے نام پر دیہات، شہر کے اسفار بھی ہوں، مگر انہیں یہ سزا دی گئی کہ ان کے سارے اعمال اکارت ہو گئے اور انہیں اس کا شعور بھی نہیں، تو وہ تو اس خوش فہمی میں رہے گا کہ میرے نامۂ اعمال میں نیکیاں کثرت سے ہیں، مگر میدان قیامت میں اس سے بڑا محتاج کوئی نہ ہوگا۔

مگر جب یہ آیتِ کریمہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ الخ نازل ہوئی، تو حضرات شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ودیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان از حد محتاط ہو گئے اور سرکار کی بارگاہ اقدس میں بہت آہستہ گفتگو کرنے لگے، اگلی آیت ان کے حق میں نازل ہوئی جن میں ان کے اس کردار کو تقویٰ وپرہیزگاری کی سند دے کر مژدہ بخشش نیز اجر عظیم کے حقدار قرار دیئے گئے:

"اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰىؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ۔ (پ26 سورۃ الحجرات آیت نمبر3) ترجمہ: بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے، ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔" (کنز الایمان)

دوپہر کا وقت تھا سرکار اس وقت حجرہ شریف میں آرام فرما تھے، کچھ لوگ ملاقات کی غرض سے دربار رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے، انہیں چاہئے تھا کہ باادب انتظار کرتے اور جب سرکار باہر تشریف لاتے ملاقات کرتے، مگر انہوں نے حجرے کے باہر سے آواز دینا شروع کیا، رب تبارک وتعالیٰ کو ان کا یہ انداز ہرگز پسند نہ آیا، قرآن کریم کی آیت نازل فرمادی:

"اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ۔ ترجمہ: بیشک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔" (کنز الایمان)

شان نزول: یہ آیت وفد بنی تمیم کے حق میں نازل ہوئی کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں دوپہر کے وقت پہنچے جبکہ حضور آرام فرما رہے تھے، ان لوگوں نے حجروں کے باہر سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارنا شروع کیا، حضور تشریف لے آئے، ان لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور اجلالِ شان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیان فرمایا گیا کہ بارگاہ اقدس میں اس طرح پکارنا جہل وبے عقلی ہے اور ان لوگوں کو ادب کی تلقین کی گئی۔" (خزائن العرفان)

یہاں ایک لطیف نکتہ کی طرف اشارہ کر دوں کہ دربار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا ادب واحترام کس قدر ارفع واعلیٰ ہے، تمثیلاً عرض ہے کہ اگر زید کو خالد سے ملاقات کرنی ہے اور وہ اس کے گھر گیا، مگر خالد اپنے گھر کے اندر ہے، اور دروازہ باہر سے بند، تو ظاہر سی بات ہے کہ زید خالد کو آواز دے گا تب ہی تو اس کو پتہ چلے گا کہ مجھ سے کوئی ملنے آیا ہے اور اسلامی نقطۂ نظر سے بھی یہی حکم ہے کہ صاحب خانہ کو تین بار آواز دی جائے، اگر اجازت مل جائے تو ٹھیک ورنہ واپس چلے جائے، مگر یہاں دربار حبیب کا ہے، یہاں آواز دینے کی بھی ممانعت ہے، جانتے ہیں ایسا کیوں؟

وہ اس لیے کہ آواز اسے دی جاتی ہے جسے خبر نہ ہو، پکارا اسے جاتا ہے جسے اطلاع نہ ہو، جو اپنے حجرۂ مبارک سے پوری کائنات کی خبر رکھتا ہو، انہیں یہ بھی علم ہے کہ حجرے کے باہر کون ہے، مطلب یہ کہ بے خبر کو پکارنا تو کوئی بات نہیں، مگر خبر والے کو پکارنا بے ادبی ہے، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ ؎

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ وَ لٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَ لَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ وَ اللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ-(پ22 سورہ الاحزاب) ترجمہ: اے ایمان والو نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ مثلاً کھانے کے لیے بلائے جاؤ نہ یوں کہ خود اس کے پکنے کی راہ تکو ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ بیشک اس میں نبی کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا۔" (کنز الایمان)

شان نزول: جب سید عالم ﷺ نے حضرت زینب سے نکاح کیا اور ولیمہ کی عام دعوت فرمائی تو جماعتوں کی جماعتیں آتی تھیں اور کھانے سے فارغ ہو کر چلی جاتی تھیں، آخر میں تین صاحب ایسے تھے جو کھانے سے فارغ ہو کر بیٹھے رہ گئے اور انہوں نے گفتگو کا طویل سلسلہ شروع کر دیا اور بہت دیر تک ٹھہرے رہے مکان تنگ تھا اس سے گھر والوں کو تکلیف ہوئی اور حرج ہوا کہ وہ ان کی وجہ سے اپنا کام کاج کچھ نہ کر سکے، رسول کریم ﷺ اٹھے اور ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لے گئے اور دورہ فرما کر تشریف لائے، اس وقت تک یہ لوگ اپنی باتوں میں لگے ہوئے تھے، حضور پھر واپس ہو گئے یہ دیکھ کر وہ لوگ روانہ ہوئے تب حضور اقدس ﷺ دولت سرائے میں داخل ہوئے اور دروازہ پر پردہ ڈال دیا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، اس سے سید عالم ﷺ کی کمال حیا اور شان کرم و حسن اخلاق معلوم ہوتی ہے کہ باوجود ضرورت کے اصحاب سے یہ نہ فرمایا کہ اب آپ چلے جائیے بلکہ جو طریقہ اختیار فرمایا وہ حسن ادب کا اعلیٰ ترین معلم ہے۔ (خزائن العرفان)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ کرم میں حاضری کے آداب ارشاد فرمایا ہے، جس سے شان مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظاہر ہوتی ہے، اب کوئی بھی اس حکم سے سرمو انحراف کرنے کی جرأت نہ کرے ورنہ بے ادبوں کی فہرست میں شمار کیا جائے گا، اب یہاں کوئی یہ سوال کر سکتا ہے کہ یہ حکم کب تک؟ تو اس کا مختصر اور جامع جواب یہ ہے کہ یہ قانون قدرت ہے جو حیی وقیوم ہے، نہ خدا کو زوال ہے اور نہ ہی اس کا بنایا ہوا قانون کو زوال ہے۔

عصر حاضر میں جس طرح سوشل میڈیا کا بیجا استعمال کیا جا رہا ہے، یقیناً تشویشناک ہے، حیرت ہوتی ہے اور افسوس بھی ہمارے ان ہندوستانی بھائیوں پر جنہیں حج یا عمرہ کی توفیق ملتی ہے، مگر سوائے چند کہ اس توفیق کی کما حقہ لاج رکھ نہیں پاتے، مسلسل تصاویر و ویڈیوز بنانا اور اسے ہر جگہ شیئر کرنا اپنا مشغلہ بنا لیتے ہیں، میرے عزیز! ذرا اپنے ضمیر کو ٹٹولیے کہ آپ کس عظیم الشان مقام پر حاضر ہیں، جہاں حضرت جنید و حضرت بایزید جیسی شخصیات بھی اپنی سانسیں پست آواز میں لیتے ہیں کہ کہیں بے ادبی کا دخل نہ ہو جائے، جہاں بیشتر اوقات درود شریف، تلاوت قرآن، و دیگر اذکار خیر میں بسر کرنا چاہئے وہاں نمائش کرنا قطعاً دانشمندی نہیں۔

◆◆◆

ص ۴۰ کا بقیہ.....

اس معاملے میں گجرات ہائی کورٹ میں کل چھ اپیلیں دائر کی گئیں، جس کے بعد گجرات ہائی کورٹ نے 23 میں سے 19 مجرموں کی سزا کو برقرار رکھا جبکہ سپریم کورٹ نے سنہ 2020ء میں اس معاملے میں 15 لوگوں کو ضمانت دے دی۔... جاری ■◀

(از: مولانا محمد زاہد علی مرکزی*

علما و مبلغین کے مقامی ہونے کی اہمیت وافادیت

تبلیغ دین نہایت اہم فریضہ ہے جس کے متعلق رب العزت قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے:

"وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ- (آل عمران، 3 / 104) ترجمہ: اور تم میں سے ایسے لوگوں کی ایک جماعت ضرور ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں اور وہی لوگ بامراد ہیں۔"

آج کل علما کو کیسی کیسی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے یہ ظاہر ہے، ساری مشقتیں برداشت کرنے والے علما و دعاۃ کے لیے وہ مرحلہ بڑی تکلیف اور شش و پنج کا ہوتا ہے جب ان کی زبان پر کنٹرول کی بات آتی ہے، ویسے تو وہ کافی کچھ برداشت کر ہی رہے ہوتے ہیں اور وہ اسی لیے ہوتا ہے کہ کسی طرح دین کا کام ہوتا رہے، کچھ نہ سہی لوگوں کے عقائد کی حفاظت ہی ہوتی رہے یہی بڑی بات ہے، ان کی مساعیِ جاں سوز سے کوئی ایک بھی ہدایت پا گیا تو بقول نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ ان کے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

عرب ممالک میں ائمہ کو ہر جمعہ، عیدین اور دیگر اہم مواقع پر سرکاری خطبہ دیا جاتا ہے اور سختی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اس کے علاوہ آپ کو بولنے کا اختیار نہیں ورنہ جیل کی سلاخیں آپ کا انتظار کر رہی ہوتی ہیں، وہاں یہ کام معلنہ ہے اور انڈیا میں غیر معلنہ، اب آپ سوچ رہے ہوں گے کہ انڈیا میں تو کوئی ایسا سرکاری حکم نہیں ہے، جی ہاں! یہاں حکومتی حکم تو نہیں ہے لیکن ہماری مساجد کے متولیان اور صدور کے ذریعے ایسا ہی حکم ہوتا ہے، بسا اوقات حکومتی فرامین کو اظہار رائے کی آزادی اور پرسنل لا میں مداخلت سے جوڑتے ہوئے ہم مخالفت بھی کر لیتے ہیں لیکن مساجد میں ایسا کچھ نہیں ہو سکتا کیوں کہ یہاں کے حاکم یہی ٹرسٹی ہیں۔

مام اگر چاہے کے وہ سیاست پر بول دے اگلے ہی دن بوریا بستر ابندھ جاتا ہے، یوں ہی بہت سی سنی مساجد میں ائمہ کو صاف کہا جاتا ہے کہ یہاں "سنی وہابی" نہیں کرنا، بہت سے مقامات پر مساجد سے منسلک خاص افراد جن غیر شرعی کاموں میں ملوث ہوں ان پر زبان بند رکھنے کا حکم ہوتا ہے جیسے جوا، شراب، سٹا، سود وغیرہ وغیرہ۔

سیاست دین کی اساس ہے اور اسی پر سخت "زبان بندی" ہے، چلیے اسے بھی چھوڑ دیجیے ہمارا عقیدہ تو ہمارے لیے اہم ہے لیکن وہاں بھی یہ حکم کہ "سنی وہابی" نہیں کرنا بتائیے کہاں کا انصاف ہے؟ جب کہ دوسری جانب وہابیوں کی مساجد میں مکمل آزادی ہوتی ہے کہ آپ اپنا موقف کھل کر بیان کریے اور وہ کرتے بھی ہیں، اب اگر ہم اپنی مساجد میں بھی اپنا موقف بیان نہ کریں تو پھر وہ ہماری مسجد کتنے فیصد ہے اور کیوں ہے؟ ہاں انداز مہذب اور زبان و بیان بہتر ہونا چاہیے۔

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ سنی مساجد میں آنے والے وہابیہ کی تعداد نا کے برابر ہوتی ہے لیکن ان کے ناراض ہونے کا ڈر ہمارے لوگوں میں ایسا ہوتا ہے جیسے سب کچھ انھیں کے حکم سے ہوتا ہو، علما، ائمہ پر کہیں سود، جوا، شراب پر بولنے پر پابندی عائد ہے تو کہیں عقائد پر، کہیے یہ امام کی "زبان بندی" ہے یا نہیں؟ ایسے میں امام کیا تبلیغ کرے اور کیسے کرے؟ انفرادی راستے ہیں لیکن وہ تو مقامی لوگوں تک محدود، جمعہ و عیدین میں لوگ دور دراز سے آتے ہیں اور وہاں آنے والے سنیوں کے لیے امام کا بیان عقیدے کی درستگی کا بہترین ذریعہ ہوتا ہے،

* مضمون نگار تحریک علمائے بندیل کھنڈ کے چیئرمین ہیں۔

یہاں امام ایک ہی وقت میں سیکڑوں، ہزاروں افراد تک اپنی بات پہنچا سکتا ہے۔

اتنے اہم پلیٹ فارم کو ہم نے چند لوگوں کی رضا کے لیے قربان کر دیا ہے، بدلاؤ کی تدبیریں یہ مذکورہ باتیں آپ اپنے اردگرد آئے دن دیکھتے ہی رہتے ہوں گے اس لیے اب ہم تدابیر کی طرف چلتے ہیں تا کہ ان پریشانیوں سے نجات پائی جا سکے،

(1) جب تک لوگ خود نہیں بدلنا چاہیں گے تب تک کہیں بھی انقلاب کی امید نہیں کی جا سکتی، لہٰذا سب سے پہلا کام یہ ہونا چاہیے کہ مساجد میں نیک لوگوں کو متولی صدر، ممبر بنایا جائے، نیک لوگوں سے مراد واقعی میں نیک لوگ ہیں وہ پنج وقتہ بھائی ٹائپ لوگ نہیں جنھیں لوگ ڈر کر نیک سمجھنے لگتے ہیں، ان کی انٹری اکثر ایسے معاملات کی بنا پر ہوتی ہے جس میں عام آدمی پڑنا نہیں چاہتا، پھر چند لوگوں کو لگتا ہے کہ یہی شخص متولی یا صدر بنانے کے لائق ہے۔

بس یہ ایک لمحے کی غلطی صدیوں پر بھاری پڑ جاتی ہے، پھر کون ہے جو انھیں مساجد سے دور کر سکے، پھر موروثیت جاری رہتی ہے اور مساجد کا نظام انھیں بھائی ٹائپ لوگوں کی کرم فرمائیوں سے بگڑا رہتا ہے، بسا اوقات ایسے لوگوں کے ہاتھ مسجد سونپ دی جاتی ہے جو صرف آٹھ کی، کھاٹ کی اور تین سو ساٹھ کی پڑھتے ہیں، (آٹھ یعنی جمعہ، کھاٹ یعنی جنازہ اور تین سو ساٹھ، عیدین) (2) دوسرے نمبر پر جو چیز مجھے سمجھ آتی ہے شاید آپ کو بھی سمجھ آئے وہ ہے ائمہ و دعاۃ کا مقامی ہونا، اگر امام قابل ہے تو مقامی امام کو ترجیح دیں، اس کے دو فائدے ہوں گے **پہلا** امام رعب و دبدبہ کے ساتھ وہ سب کچھ کرے گا/ بولے گا جو اسے بولنا/ کرنا چاہیے، ہر ایک اسے ڈرا دھمکا نہیں سکے گا، دوسرا علما دور دراز کے سفر سے بچ جائیں گے جس میں فی زمانہ جان کا خطرہ بڑھ گیا ہے، مقامی ہونے کا فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ بسا اوقات وہ لوگوں کو برائی سے ہاتھ پکڑ کر روک سکتا ہے، حق بات بولنے پر اگر اسے کچھ لوگ پریشان کرتے ہیں تو اس کے لیے اس کے خاندان کے افراد موجود ہیں جو ہر صورت اس کا ساتھ دیں گے۔

بیرونی امام کو بظاہر تو بہت حمایت ملتی ہے لیکن جب معاملہ کوئی بڑا ہوتا ہے تو پھر سب پیچھے ہٹ جاتے ہیں، دو چار لوگ ساتھ دیتے بھی ہیں تو ان کے خاندان کے لوگ یہ کہہ کر خاموش کرا دیتے ہیں کہ جب سارا محلہ، گاؤں خاموش ہے تو تم کیوں بول رہے ہو؟ باہر سے آنے والے امام کو ہر ایک اپنے حساب سے استعمال کرنا چاہتا ہے جب کہ مقامی آدمی کے ساتھ ایسا کم ہوتا ہے، باہر سے آنے والے امام کے ساتھ یہ معاملہ بھی آسان ہوتا ہے کہ کمیٹی جب چاہتی ہے اسے نکال دیتی ہے اور لوگ دیکھتے رہ جاتے ہیں، ہم نے بہت سے ساتھ دینے والوں کو دیکھا، مگر جب امام کو نکالا گیا تو وہی ساتھ دینے والے ایک دن بھی امام کو اپنے گھر نہ رکھ سکے، اب ہم قرآن مقدس سے کچھ مثالیں پیش کرتے ہیں تا کہ مقامی ہونے کی اہمیت مزید اجاگر ہو جائے، حضرت شعیب علیہ السلام کے مقامی ہونے کا اثر رب قدیر سورۂ ھود میں فرماتا ہے:

"قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا-وَلَوْ لَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ-وَمَاۤ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ (91) قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْۤ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ-وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا-اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ- (92) ترجمہ: بولے اے شعیب! ہماری سمجھ میں تمہاری بہت سی باتیں نہیں آتیں اور بے شک ہم تمہیں اپنے میں کمزور دیکھتے ہیں اور اگر تمہارا کنبہ (خاندان) نہ ہوتا تو ہم نے تم پر پتھراؤ کر دیا ہوتا اور ہماری نگاہ میں تمہاری کوئی عزت نہیں، شعیب نے فرمایا: اے میری قوم! کیا تم پر میرے قبیلے کا دباؤ اللہ سے زیادہ ہے اور اسے تم نے اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈال رکھا ہے بیشک میرا رب تمہارے تمام اعمال کو گھیرے ہوئے ہے۔"

اس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ جب مدین والوں پر حضرت شعیب علیہ السلام نے پیغام توحید پیش کیا اور ان کو غلط کاموں سے روکا تو وہ آپ کے دشمن ہو گئے اور قتل کی دھمکی دینے لگے اور بولے کہ ہم صرف آپ کے قبیلے کی وجہ سے آپ کو تکلیف نہیں پہنچا رہے، اس پر آپ نے انہیں جواب دیا "اے میری قوم! کیا

تم پر میرے قبیلے کا دباؤ اللہ تعالیٰ سے زیادہ ہے کہ اللہ عزّ وجلّ کے لئے تو تم میرے قتل سے باز نہ رہے جبکہ میرے قبیلے کی وجہ سے باز رہے، تم نے اللہ عزّ وجلّ کے نبی کا تو احترام نہ کیا جبکہ قبیلے کا احترام کیا، تم نے اللہ عزّ وجلّ کے حکم کو اپنی پیٹھ پیچھے ڈال رکھا ہے اور اس کے حکم کی تمہیں کوئی پرواہ نہیں، دیکھیے اہل مدین کو کس کا خوف تھا؟ حضرت شعیب علیہ السلام کے خاندان اور قبیلے کا، یہ مقامی ہونے کا فائدہ ہے، مبلغ مقامی ہوگا تو وہ اپنی بات مضبوطی کے ساتھ رکھ سکے گا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھائی کے ذریعے مدد:

"قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا-بِاٰيٰتِنَا-اَنْتُمَا وَ مَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ-(35) فرمایا قریب ہے کہ ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی سے قوت دیں گے اور تم دونوں کو غلبہ عطا فرمائیں گے تو وہ تم دونوں کا کچھ نقصان نہ کرسکیں گے ہماری نشانیوں کے سبب، تم دونوں اور جو تمہاری پیروی کریں گے غالب آؤ گے۔" (کنزالایمان)

یہاں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے آپ کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کے ذریعے قوت بخشی، نبی کریم علیہ السلام کے مقامی ہونے کا اثر نبی کریم علیہ السلام کی حفاظت اللہ رب العزت نے اپنے ذمہ کرم پر لے رکھی تھی، ڈرنے، جھکنے جیسی کوئی چیز تصور بھی نہیں کی جاسکتی، لیکن آپ کی حیات طیبہ کو بطور داعی دیکھیے تو آپ پائیں گے کہ ایک طرف سارا مکہ مخالف ہے، کسی صورت آپ کو مکہ میں نہیں دیکھنا چاہتا، وہیں دوسری طرف آپ تنہا ہیں، ایسے میں آپ کا مکہ مکرمہ میں تبلیغ کرنا کس قدر مشکل امر تھا یہ بتانے کی ضرورت نہیں، ایسی صورت میں اگر تبلیغ کے تھوڑے بہت راستے کھلے ہوئے تھے تو اس میں خاندان اور قبیلے کا خوف ضرور تھا۔

دسیوں بار قریش اکٹھا ہو کر ابو طالب کے پاس پہنچے کہ یا تو آپ اپنے بھتیجے سے دست بردار ہو جائیں یا سمجھا لیں، ہر بار ابو طالب قریش کا مطالبہ مسترد کر دیتے اور اہل مکہ سر پیٹ کر رہ جاتے، اس دوران آقا علیہ السلام کی تبلیغ جاری رہی، پھر زمانہ آیا بائیکاٹ کا اس عوامی بائیکاٹ میں شعب ابی طالب کی تین سالہ مدت نہایت تکلیف دہ رہی، اس گھاٹی میں آقا علیہ السلام کے ساتھ خاندانی حمیت میں وہ لوگ بھی محصور ہو گئے جو ابھی تک مسلمان نہ ہوے تھے، یہ سب کیوں؟ صرف اس لیے کہ آپ مقامی تھے اور یہاں آپ کے چچا، بھائی، بھتیجے، خاندان اور قبیلہ والے موجود تھے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابو جہل کا سر پھوڑنا

ہمارے پیارے نبی کریم علیہ السلام دین کی تبلیغ فرماتے رہتے تھے اسی سے چڑھ کر ایک دن ابو جہل نے اکیلا پا کر آپ کو بہت الٹا سیدھا کہا، آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے، آپ صبح شکار کے لئے نکل جاتے اور شام کو واپس آتے، حسب معمول جب ایک روز گھر آئے تو معلوم ہوا کہ ابو جہل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت تنگ کیا ہے، آپ جس حالت میں تھے اسی حالت میں تیر کمان لیے ہوے خانہ کعبہ پہنچے اور ابو جہل کو تلاش کر کے اس کے سر پر کمان ماری جس سے اس کا سر پھٹ گیا اور فرمایا کہ تیری ہمت کیسے ہوئی کہ تو میرے بھتیجے کو تنگ کرے، ابو جہل کے طرف دار بھی آگے بڑھے لیکن ابو جہل نے انھیں روک دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر معاملہ بڑھا تو پھر دونوں طرف کے لوگ شامل ہوں گے اور بڑی لڑائی کا سامنا کرنا پڑے گا، اس لیے اس نے یہ کہہ کر انھیں روک دیا کہ تم لوگ دور رہو واقعی میں آج مجھ سے زیادتی ہوئی ہے اور یہیں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اسلام قبول کرنے کا اعلان بھی فرما دیا۔

مذکورہ چند مثالوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مقامی علما، مبلغین اپنی بات رکھنے میں بیرونی کے مقابل زیادہ اثر دار ثابت ہو سکتے ہیں، اس لیے عوام کو بھی چاہیے کہ وہ مقامی علما میں سے بہتر شخص کا انتخاب کریں تا کہ کام بھی بہتر ہو اور بیرونی علما کے ساتھ ہونے والے حادثات بھی نہ ہوں، چند روز قبل آسام میں ایک قابل عالم دین کو ایک بدبخت نے محض اس لیے بقیہ ص ۸ / پر

از: سید خادم رسول عینی حبیبی *

خدا کا انعام اور عید سعید

اسلامیات

خاتم النبیین، حبیب خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیشرو تھے روح اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام! یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلے جو نبی تشریف لائے تھے، ان کا نام ہے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت نے بھی عید منائی تھی لیکن عید کیوں منائی تھی؟ کچھ تو سبب ہوگا، کوئی خاص وجہ تو ہوگی، ضرور خوشی کے کچھ اسباب ہوں گے، کیونکہ عید کے معنی ہی خوشی کے ہیں، عید، عوائد سے مشتق ہے اور عوائد کے معنی ہیں منافع کے، گویا انسان عید اس وقت مناتا ہے جب اس کو کوئی اہم نفع ملے یا فائدہ ملے۔

تو پھر عیسیٰ علیہ السلام کی امت کو کون سے فائدے ملے کہ انھوں نے عید منائی؟ کتابوں میں مذکور واقعہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ حواریوں نے اپنے رسول عیسیٰ علیہ السلام سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ آپ خدا سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لیے آسمان سے خوان نعمت نازل فرمائے تا کہ ہماری بھوک بھی مٹ جائے اور یہ ثابت بھی ہو جائے کہ آپ نبوت اور رسالت کے معاملے میں سچے ہیں اور ہم بنی اسرائیل کے لوگوں کے سامنے دلیل کے ساتھ خدا کی توحید اور آپ کی رسالت کی تبلیغ کر سکیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خدا سے دعا فرمائی:

"اے اللہ، اے ہمارے رب، ہم پر آسمان سے ایک خوان نعمت اتار جو ہمارے لیے اور ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لیے عید ہو جائے۔"

قادر مطلق رب تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معجزہ عطا فرمایا کہ جب بھوک لگتی تو زمین کی طرف ہاتھ بڑھا دیتے، اپنے اور اپنے حواریوں کے لئے روٹی نکال لیتے، صرف یہی نہیں بلکہ ایک بار ایسا بھی ہوا کہ ان حواریوں کے ساتھ پانچ ہزار نوجوان چلے اور سب نے عیسیٰ علیہ السلام سے خوان نعمت کے نزول کی درخواست کی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ان سب کی یہ خواہش بھی پوری ہوگئی، اللہ تعالیٰ نے ان پر خوان نعمت اتارا، سب نے مل کر کھایا یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے، عیسیٰ علیہ السلام کا یہ معجزہ دیکھ کر سب کے سب ایمان لے آئے، اس طرح عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے لیے عید ہوگئی، گویا عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے لیے اللہ کی طرف سے خوان نعمت کا اترنا عید/ خوشی کا سبب بنا۔

آنے والا یکم شوال بھی امت محمدی کے لیے عید ہے، سارے ممالک میں، سارے براعظموں میں بلکہ ساری دنیا میں یکم شوال کو مسلمان عید منائیں گے، نئے کپڑے پہنیں گے، عطر لگائیں گے، عیدگاہ میں اجتماعی طور پر دو رکعات کی نماز پڑھیں گے، گلے مل مل کر ایک دوسرے کو مبارکبادیاں اور تہنیتیں پیش کریں گے، آخر کون سی خوشی ہے مسلمانوں کے لیے؟ کیا آسمان سے کوئی خوان نعمت اتارا گیا ہے؟ کیا مسلمانوں کو بے بہا دولتیں مل گئی ہیں؟ کیا مسلمانوں کو کسی جنگ میں کامیابی مل گئی ہے؟ کیا مسلمانوں نے بڑا معرکہ سر کر لیا ہے؟ ایسا تو کچھ بھی نہیں ہوا، اس روز ایسا کوئی واقعہ رونما نہیں ہوا، پھر بھی مسلمان عید کیوں منا رہے ہیں؟ اس کا جواب جاننے کے لیے آئیے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رخ کرتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کو جس نے ماہ رمضان میں روزے رکھے، عید الفطر کی رات میں پورا پورا اجر عطا فرما دیتا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ شب عید الفطر کا نام شب جائزہ/ انعام کی رات رکھا گیا،

* مضمون نگار بھدرک اڑیسہ کے متوطن ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک اور حدیث مروی ہے کہ حضور نے فرمایا: جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے اور لوگ عید گاہ کی طرف جاتے ہیں تو حق تعالیٰ ان پر توجہ فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے: اے میرے بندو! تم نے میرے لیے روزے رکھے، میرے لیے نمازیں پڑھیں، اب تم اپنے گھروں کو اس حال میں جاؤ کہ تم بخش دیئے گئے ہو۔

تو اب سوچئے ایک مسلمان کے لئے اس سے بڑھ کر مسرت و شادمانی کی بات اور کیا ہوسکتی ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ روزے رکھنے کا پورا اجر عطا فرمائے، مسلمانوں کے گناہوں کو بخش دے، بخشش کا پروانہ عطا فرمائے، مسلمانوں کے لیے سب سے بڑی نعمت تو یہی ہے کہ رب خود فرمائے کہ اے میرے بندو! جاؤ تمہاری بخشش ہوگئی۔

مسلمانوں کے لیے آسمان سے کوئی خوان نعمت نہیں اترا بلکہ اللہ کی طرف سے بخشش کا مژدۂ جانفزا آیا، مسلمانوں کے لیے کوئی مادی چیز نہیں آئی بلکہ روحانی سکون کا سامان نعمت لازوال بن کر آیا، کسی اور امت کے لیے خوان نعمت ایک بار آیا یا چند بار آیا ہوگا، لیکن امت محمدی کے لیے شب جائزہ ہر سال آتی ہے اور عید سعید کا دن ہر سال آتا ہے اور انعام بخشش گناہ لے کے آتا ہے، کسی اور امت کے تقریباً پانچ ہزار لوگوں کے لئے خوان نعمت اترا، لیکن امت محمدی کے لاکھوں، کروڑوں لوگوں کے لیے بخشش کا سامان اتر رہا ہے، اسی لیے اللہ فرماتا ہے:

"فبای آلاء ربکما تکذبان۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟"

اس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیکر رحمت ہیں اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا رحمان و رحیم ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہت پہلے ایک جلیل القدر پیغمبر تشریف لائے تھے جن کا نام ہے کلیم اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام! آپ کا مقابلہ فرعون اور اس کے جادوگر کے ساتھ تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو مرعوب کرنے کے لیے فرعون کے ۷۳ رساحروں نے اپنی لاٹھیوں کو بظاہر سانپ بنا دیا، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ جادو دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام کی قوم مرعوب ہوجائے اور راہ حق سے بھٹک جائے، موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اپنی لاٹھی زمین پر پھینک دی تو لاٹھی کی جگہ ایک اژدہا نمودار ہوا اور اس نے سارے سانپوں کو یکبارگی نگل لیا۔

یہ دیکھ کر سارے جادوگر ایمان لے آئے، موسیٰ علیہ السلام کے سانپ کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر فرعون کی قوم میں بھگدڑ مچ گئی اور اس بھگدڑ کے نتیجے میں فرعون کی قوم کے پچاس ہزار آدمی مر گئے، گویا حق کو فتح مبین حاصل ہوئی اور باطل کو شکست فاش کا منھ دیکھنا پڑا، جس دن یہ واقعہ رونما ہوا وہ دن امت موسیٰ کے لیے یوم زینت ہے، یوم عید ہے، اب تشبیہ و مطابقت ملاحظہ فرمائیں، کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا
نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

امت محمدی نے ماہ رمضان میں اپنے نفس کا قتل عام کیا ہے، نفس امارہ کو مار مار کر یہ کہا ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ۔ رب کے حکم کے مطابق، صرف رب کی رضا کے لیے ہمیں روزہ رکھنا ہے، بھوکا بھی رہنا ہے اور پیاسا بھی رہنا ہے، چاہے دھوپ کی تمازت پچاس یا ساٹھ ڈگری کیوں نہ ہوجائے ہمیں رب کی اطاعت میں صوم کی پابندی کرنی ہے، ہمیں نفس کو مار کر، نفس کو شکست فاش دے کر فتح و کامرانی سے سرفراز ہونا ہے، یہی وجہ ہے کہ ماہ صیام میں مسلمانوں کے ایمان میں تازگی پیدا ہوجاتی ہے، یوم عید الفطر میں باغ ایمان کو شگفتگی حاصل ہوتی ہے۔

کیا ایسے اہم واقعے میں مسلمان عید نہ منائیں؟ سرور و انبساط سے سرشار نہ ہوں؟ ایک دوسرے کو مبارک بادیاں پیش نہ کریں؟ اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے عید گاہ میں اجتماعی طور پر دو رکعت نماز نہ پڑھیں؟ ایک دوسرے سے مصافحہ و معانقہ نہ کریں؟ بے شک رب کے اِنھیں انعامات کی خوشی میں عید کے دن ہم عمدہ اور اچھے لباس پہنیں، عطر سے خود کو معطر کریں، عید گاہ میں دو رکعت نماز پڑھیں، خطبہ سنیں، نماز سے فارغ بقیہ ص ۲۳ ر پر

از: مفتی محمد صابر القادری فیضی*

اسلام! عدل وانصاف کے آئینے میں

اسلام

لفظ اسلام میں سلامتی کا مادہ پوشیدہ ہے اور سلامتی عدل پر منحصر ہے، جس سوسائٹی میں عدل کا دور دورہ ہوگا وہاں سلامتی اور امن کا قیام ہوگا، اسلام کے تعلق سے مغربی اور استعماری میڈیا نے منفی پروپیگنڈہ کر رکھا ہے، ایک طویل عرصہ سے یہ سلسلہ جاری ہے، اسلام کو بدنام کرنے کے لئے نئی نئی اصطلاحات وضع کی گئی ہیں، جن میں قدامت پسندی، بربریت، دہشت گردی جیسی غیر انسانی اصطلاحات بھی شامل ہیں، خواتین کو گھروں میں قید رکھ کر ان پر ظلم کرنا اور ان کو تعلیم وترقی کے مواقع سے روکنا، غیر مسلموں کے ساتھ غیر انسانی سلوک کرنا وغیرہ الزامات بھی اسلام پر لگائے جاتے رہے ہیں، یہ منفی پروپیگنڈہ اور الزامات اس لئے نہیں لگائے گئے ہیں کہ الزام لگانے والے اسلام کی سچائی اور اس کی انسانیت پر مبنی تعلیمات سے ناواقف ہیں بلکہ یہ اور اس طرح کی تمام منفی باتیں جان بوجھ کر کی جاتی رہی ہیں، ان کا مقصد اسلام کے نظام عدل سے عوام کو ناواقف رکھنا اور ان کو قبول اسلام سے روکنا ہے، اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کے لئے اہل مغرب نے نہ معلوم کیسے کیسے ہتھکنڈے اپنائے ہیں۔

اسلام کی تعلیمات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے، اختلافات کو ہوا دینے کے لئے ایمان فروشوں کو خریدا ہے، عوام کے پر خود دہشت گردانہ حملے کئے ہیں، مسلم ممالک پر بے بنیاد الزامات لگا کر ان پر بمباری کی گئی ہے، اس کی تازہ مثال افغانستان اور عراق ہیں، اسلام کی تصویر بگاڑنے میں تھوڑا بہت ہاتھ خود مسلمانوں کا بھی ہے، سقوط خلافت کے بعد مسلمان اس طرح منتشر ہوئے کہ اپنا سب کچھ بھول گئے، اسلام جیسے سیدھے سچے دین کو معمہ بنا دیا، اس میں اتنے اختلافات پیدا کئے کہ آج کا تعلیم یافتہ نوجوان یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ کدھر جائے، فرقوں کے اختلافات عداوت میں تبدیل ہو گئے، مسلمان خود اسلام کی تعلیمات سے کوسوں دور ہو گئے اور ہوا کے رخ پر چلنے لگے، فکری زوال نے عملی پستی کے غار میں دھکیل دیا، اس سے بڑا اور المیہ کیا ہوگا کہ موجودہ دور میں اسلام اپنی مکمل شکل میں زمین کے کسی حصہ پر نافذ نہیں ہے۔

انسان اللہ کی مخلوق ہے، یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ ظلم وناانصافی کی تعلیم دے (اللہ اپنے بندوں کے لئے ظالم نہیں۔ آل عمران: ۱۸۲) اس کی صفات میں رحمت و رافت کا عنصر ننانوے فیصد ہے، وہ اپنے بندوں سے ان کی ماؤں کی مقابلہ زیادہ محبت کرتا ہے، وہ اپنے نافرمان بندوں پر بھی رزق کے دروازے بند نہیں کرتا، وہ باغی بندوں کو بھی دنیا سے مستفید ہونے کے مواقع عطا کرتا ہے، اس کا سارا نظام رحمت کے ستونوں پر قائم ہے، لہٰذا ایسے دین اور اس کی کتاب نیز اس کے پیغمبر پر ظلم وبربریت کا الزام لگانا ایک مضحکہ خیز عمل نہیں تو اور کیا ہے؟

سارے انسان قابل احترام ہیں، ان کا یہ احترام صرف ان کے انسان ہونے کی بنیاد پر کیا جائے گا، ان کا کوئی جرم ان سے اس حق تکریم نہیں چھین سکتا، چاہے وہ خالق کا ہی انکاری کیوں نہ ہو؟ کسی غیر مسلم کے ساتھ بھی ذلت آمیز سلوک نہیں کیا جائے گا، اس کو گالی دینا اسی طرح گناہ ہے جس طرح ایک مسلمان کو گالی دینا، غیر مسلم مریضوں کا علاج ان کے افلاس کا تدارک اور ان کی جان کی حفاظت ایک اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے، ان کے معابد کو نہیں گرایا جائے گا، ان کو اپنے عقیدے کے مطابق مراسم عبدیت ادا کرنے دیئے جائیں گے، ان کی اپنی زندگی میں کسی قسم کا دخل نہیں دیا جائے گا۔

یہ وہ ہدایات ہیں جو ایک اسلامی مملکت کے فرمان رواں کو دی گئی ہیں، اسلام کے نظام انصاف کی دوسری بنیاد اس کا یہ

* مضمون نگار جامعہ عربیہ رحمانیہ، رحمٰن گنج ضلع بارہ بنکی کے سابق پرنسپل ہیں۔

عقیدہ ہے کہ تمام انسان حضرت آدم وحوا علیہما السلام کی اولاد ہیں، اسلام یہ کہتا ہے کہ تمام انسانوں کے ساتھ ہمدردی وغمخواری کا سلوک کرنا چاہئے، سب کے ساتھ رحمت وشفقت کے ساتھ پیش آنا چاہئے، اگر انسان لوگوں پر رحم کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے گا، پیارے نبی ﷺ نے حکم دیا ''تم زمین والوں پر رحم کرو، تم پر آسمان والا رحم کرے گا'' یہی بات آپ نے دوسرے الفاظ میں یوں بیان کی ہے جو انسانوں پر رحم نہیں کرتا اللہ اس پر رحم نہیں کرتا۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

آج مغرب کی جو طاقتیں خود کو انسانیت کی علم بردار کہتی ہیں اور امن کے نوبل انعام تقسیم کرتی ہیں، ان کی ظالمانہ کارروائیوں سے کون واقف نہیں ہے، طالبان پر امریکی ٹاورز پر حملہ کا الزام لگا کر افغانستان کو تباہ کر دیا گیا، صدام حسین پر خطرناک ہتھیاروں کے ذخیروں کا الزام لگا کر عراق میں تقریباً دس لاکھ انسانوں کا قتل عام کیا گیا اور اس وقت سرزمین مقدس فلسطین میں ان طاغوتی طاقتوں نے بچوں، عورتوں، بوڑھوں، بیماروں، اسکولوں، اسپتالوں اور رہائشی علاقوں پر تباہ کن بمباری کر کے انھیں کھنڈر میں تبدیل کر دیا ہے، اسلام کے علاوہ تمام مذاہب کا انصاف ان کے ہم مذہبوں تک محدود ہے، ان کے ہم مذہب کا اگر کسی غیر مذہب کے ساتھ تنازعہ ہو جائے تو انصاف اپنے منہ پر مذہبی عصبیت کی پٹی باندھ لیتا ہے، ہندوستان پر انگریزوں کے دور حکومت میں اس طرح کے فیصلوں کی ہزاروں مثالیں دی جا سکتی ہیں جبکہ مسلمانوں کے آٹھ سو سالہ دور حکومت کی ایک بھی مثال پیش کرنے سے تاریخ قاصر ہے۔

◆◆◆

ص ۲۱ کا بقیہ.....

ہونے کے بعد ایک دوسرے سے مصافحہ ومعانقہ کریں، ایک دوسرے کو تہنیتیں پیش کریں تا کہ عید مبارک کے کلمے سے فضا گونج اٹھیں۔

نماز سے فارغ ہو کر اجتماعی طور پر دعا مانگیں، خصوصی طور پر ملک عزیز میں امن کی بحالی اور پوری دنیا میں مسلم قوم کے جان ومال وایماں کی حفاظت کے لئے اپنے رب سے دعا کریں، خاص طور پر ان مواقع پر اللہ کسی دعا اور کسی حاجت کو رد نہیں فرماتا، ان شاء اللہ آپ اپنے گھروں کو مغفور ہو کر لوٹیں گے اور خود کو بامراد اور کامیاب وکامراں پائیں گے۔ ؎

حامل نور راحت ہے عید سعید
رب عالم کی نعمت ہے عید سعید
عینیؔ اعلان کرتے ہیں ہر سو ملک
یوم انعام ورحمت ہے عید سعید

◆◆◆

ص ۲۵ کا بقیہ.....

داس کا اس اہم معاملے پر کچھ نہ لکھنا ہی اس بات کو صاف کر دیتا ہے کہ ایسا کوئی واقعہ تاریخ میں ہوا ہی نہیں تھا۔

جس زمانے میں بابری مسجد تعمیر ہوئی اس وقت تلسی داس کی عمر تقریباً 17 سال رہی ہوگی، کیوں کہ تلسی داس 1511 عیسوی میں پیدا ہوئے جب کہ بابری مسجد 1528 عیسوی میں تعمیر ہوئی اس حساب سے تعمیر مسجد کے وقت تلسی داس کی عمر سترہ سال بنتی ہے، سترہ سال کا لڑکا اتنا ناسمجھ نہیں ہوتا کہ اتنے بڑے حادثے کی اسے خبر ہی نہ ملی ہو۔ 1554ء میں تلسی داس نے راماین لکھنا شروع کی، اس وقت تلسی داس 43 سال کے پختہ عمر شخص تھے جب کہ بابری مسجد کو بنے ہوئے 26 سال ہو چکے تھے، اس وقت یقیناً ایودھیا میں ایسے سیکڑوں لوگ موجود رہے ہوں گے جنہوں نے بابری مسجد کو بنتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوگا، اگر واقعتاً مسجد رام مندر توڑ کر بنی ہوتی تو وہ لوگ تلسی داس سے اس واقعے کا ذکر ضرور کرتے اور تلسی داس اسے راماین میں ضرور لکھتے تا کہ آنے والی نسلوں کے لیے سند رہے، لیکن کسی ہندو نے ایسا کہا نہ تلسی داس نے ایسا لکھا، کیوں کہ ایسا کچھ کبھی ہوا ہی نہیں تھا۔ بابری مسجد نہایت دیانت داری کے ساتھ ایک صاف ستھری زمین پر بغیر کسی مندر کو توڑے تعمیر ہوئی جس پر اس عہد کے ہندو پنڈتوں اور ہندو عوام کی خاموش گواہی بھی چیخ چیخ کر گواہی دے رہی ہے۔

◆◆◆

از: مولانا غلام مصطفےٰ نعیمی*

بابری نامہ

احوال وطن

بابری مسجد 1528 عیسوی میں اجودھیا (موجودہ ایودھیا) میں تعمیر ہوئی۔ بابر کے کمانڈر میر باقی نے مسجد تعمیر کرائی اور اسے اپنے بادشاہ بابر کے نام سے موسوم کیا، یہ وہ زمانہ تھا جب سلطنت مغلیہ کے بانی ظہیر الدین محمد بابر نے ابراہیم لودی اور رانا سانگا کو کراری شکست دے کر سلطنت مغلیہ کی بنیاد رکھی تھی، بابر کی عمر نے زیادہ وفا نہیں کی، سلطنت کی داغ بیل ڈالنے کے چوتھے سال 1530 میں بابر کا انتقال ہو گیا۔ یعنی بھارت میں بابر نے قریب چار سال ہی گزارے، ان چار سالوں میں بابر نے چار بڑی جنگیں لڑیں جن میں جنگ پانی پت، جنگ خانوا، جنگ چندیری اور جنگ گھاگھرا شامل ہیں، یعنی بابر کے چار سالہ قیام ہند کا اکثر وقت جنگوں ہی میں گزرا، لیکن بابر کی جنگی مہارت نے چار سال ہی میں اسے ایک بڑے رقبے کا بادشاہ بنا دیا تھا۔

سن 1530 میں بابر کا محض 48 سال کی عمر میں انتقال ہو گیا، لیکن کسی ہندو راجا نے بھی یہ الزام نہیں لگایا کہ بابری مسجد کسی مندر کو توڑ کر بنائی گئی ہے۔ اس زمانے کے کسی ماخذ و مصدر میں بھی اس چیز کا تذکرہ نہیں ہے، بابر کے بعد اس کا بیٹا ہمایوں تخت نشیں ہوا۔ لیکن دس سال بعد ہی شیر شاہ سوری نے ہمایوں کو ہرا کر سلطنت پر قبضہ جما لیا، اس طرح تقریباً پانچ سال تک مغل تک سلطنت ہندوستان سے غائب رہی، اگر بابری مسجد مندر توڑ کر بنائی گئی ہوتی تو ان پانچ سالوں میں یہ بات ضرور سامنے آتی کیوں کہ مغل راج ختم ہو چکا تھا اور اقتدار مغل حکومت کے دشمنوں کے پاس تھا مگر ان پانچ سالوں میں بھی ایسی کوئی سُن گُن ہندو سماج میں نہیں تھی۔

ابتدائی مشکلات اور آزمائشوں سے جوجھنے کے باوجود جلال الدین محمد اکبر نے سلطنت مغلیہ کو طاقت ور بنایا۔ سر اٹھانے والے مقامی راجاؤں کو بری طرح شکست دے کر اپنا دبدبہ قائم کیا۔ اکبر ہی وہ بادشاہ بنا جس نے باپ دادا کے خلاف جا کر مذہب سے زیادہ سلطنت کو ترجیح دی جس کی بنا پر ہندو راجاؤں کی بیٹیوں سے بغیر قبول اسلام شادیوں کا چلن شروع کیا، اکبر کی دین بیزاری اس وقت انتہا کو پہنچ گئی جب اس نے مذہب اسلام کے مقابلے ایک نیا دین، دین الٰہی جاری کیا۔ اپنی بیوی جودھا بائی کی محبت میں گھر کے اندر مندر بنایا، ہر صبح جھروکہ درشن کے نام پر بت پرستی شروع کی۔ یہی وہ وقت تھا جب اکبر کے دربار میں ہندو راجاؤں، پنڈتوں کو رسوخ اور اونچا مقام ملا، دربار اکبری کے نورتنوں میں چار لوگ ہندو تھے، جن میں راجا ٹوڈرمل، راجا مان سنگھ، راجا بیربل اور تنو مشرا عرف تان سین، ان لوگوں کو دربار اکبری میں نمایاں ترین مقام حاصل تھا اگر واقعی بابری مسجد مندر توڑ کر بنی ہوتی تو ہندو راجاؤں کے لیے اکبر جیسے بد دین سے اپنی بات رکھنا اور مندر کا مطالبہ کرنا سب سے آسان تھا لیکن حیرت کی بات ہے کہ ایک بھی راجا یا پنڈت نے اس موضوع پر اکبر سے کبھی کوئی شکایت کی نہ مطالبہ کیا۔

یہاں تک کہ کبھی کسی نے اس بات کا ذکر تک بھی نہیں کیا کہ بابری مسجد مندر کی جگہ بنی ہے، سمجھ نہیں آتا کہ وہ سارے ہندو راجا اور گیانی پنڈت جاہل تھے یا حد سے زیادہ ڈرپوک کہ اکبر جیسے دین بیزار سے بھی یہ بات نہ کر سکے؟ بادشاہ اکبر سے جہاں گیر، شاہ جہاں اور اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے تک سلطنت مغلیہ پوری آن بان اور دبدبے کے ساتھ چلتی رہی، حضرت اورنگ زیب کے انتقال [1707] کے بعد مغل اقتدار کمزور ہوتا گیا یہاں تک کہ 1803 میں ہندوستان پر انگریز قابض ہو گئے، بس علامتی طور پر بادشاہت باقی رہی، آخری مغل تاج دار بہادر شاہ ظفر [1862ء]

* مضمون نگار ماہنامہ سواد اعظم دہلی کے چیف ایڈیٹر ہیں۔

کی زندگی ہی میں 1857 میں مغل سلطنت کا مکمل خاتمہ ہو گیا، اس خاتمے تک بھی کسی ایک ہندو مؤرخ نے بابری مسجد پر کوئی دعویٰ کیا نہ مندر ہونے کا کوئی قضیہ سامنے آیا، حالانکہ اس وقت تک بابری مسجد کو بنے ہوئے تقریباً 334 سال ہو چکے تھے۔

مغل شہنشاہ جلال الدین محمد اکبر [1542–1605ء] تمام مغل بادشاہوں میں سب سے زیادہ لبرل اور آزاد خیال واقع ہوا تھا۔ کچھ اس کی ناخواندگی اور کچھ درباری علما کے نفاق، حرص اور طمع نے اسے مذہب بیزار بنانے میں اہم رول ادا کیا۔ اکبر کے تبدیلی مزاج میں اس کی چوتھی بیوی ہرکھا بائی (یہی خاتون جودھا بائی کے نام سے مشہور ہے) نے بھی اہم رول ادا کیا۔ ہرکھا بائی آمیر کے راجا بھارمل سنگھ کی بیٹی تھی، یہی وہ خاتون ہے جو اکبر سے شادی کے باوجود ہندو دھرم پر ہی قائم رہی، جس کی بنیاد پر اکبر کا رجحان ہندو مذہب اور بت پرستی کی جانب بھی بڑھتا گیا، ہندو مذہب میں دل چسپی کے باعث اکبر نے ہندوؤں کے مقدس گرنتھ راماین اور مہابھارت کا فارسی زبان میں ترجمہ کرایا، دربار میں مسلمانوں سے زیادہ ہندوؤں کو عہدے دیے۔ ہندوؤں کی خوش نودی کی خاطر جزیہ کا قانون ختم کیا۔ ہرکھا بائی [جودھا بائی] کی محبت میں شہنشاہ اکبر اس قدر فریفتہ تھے کہ انہوں نے گائے کا گوشت تک کھانا چھوڑ دیا تھا۔

اکبر ہی کے زمانے میں ہندو مذہب کے دو بڑے فاضل اور اعلی درجے کے مذہبی مزاج رکھنے والے افراد موجود تھے، ایک تان سین [1500–1589] تھے جو اکبر کے نو رتنوں 036 میں شامل تھے جب کہ دوسرے سورداس [1478–1583] تھے جو ایک معروف موسیقار اور شری کرشن کے بڑے بھکت تھے۔ تانسین کی طرح بادشاہ اکبر سورداس کے بھی بڑے مداح تھے۔ یہاں تک کہ صرف سورداس کے بھجن سننے کے لیے متھرا تک کا سفر کیا اور سورداس کو بڑے انعام واکرام سے بھی نوازا۔ ہندو مذہب میں اکبر کی غیر معمولی دل چسپی اور ہندو باباؤں سے اکبر کی مثالی وابستگی کے باوجود کسی ایک ہندو رشی مُنی نے کبھی بھی یہ شکایت نہیں کہ آپ کے دادا بابر نے ہمارے بھگوان رام کا جنم استھان توڑ کر مسجد بنائی ہے۔ اگر کسی ہندو بابا نے جھوٹ موٹ بھی یہ شکایت کی ہوتی تو اکبر جیسا بادشاہ پہلی فرصت میں بابری مسجد ہندوؤں کو سونپ دیتا، لیکن تانسین سے لے کر سورداس تک، مان سنگھ سے لے کر بیربل تک سارے ہندو راجا اور پنڈت خاموش تھے۔

اس کا مطلب صاف ہے کہ ان کی نگاہ میں ایسا کوئی معاملہ سرے سے تھا ہی نہیں جس کی شکایت وہ اکبر سے کرتے۔ کوئی اور کرتا نہ کرتا لیکن اکبر کی بیوی ہرکھا بائی ضرور اکبر سے یہ کام کراتی کہ جو بیوی اکبر سے گائے کا گوشت چھڑا سکتی تھی وہ اپنے مندر کا مطالبہ کیوں نہیں کر سکتی تھی؟ اکبر ہی کے زمانے میں مشہور ہندو رشی سوامی تلسی داس [1511–1623ء] بھی موجود تھے۔ تلسی داس سوروں ضلع کاس گنج کے رہائشی تھے۔ تلسی داس ہی نے شری رام چندر کی سوانح عمری (Biography) لکھنے کا بیڑا اٹھایا۔ اس کام کا آغاز تلسی داس نے ایودھیا ہی میں کیا۔ سن 1554 عیسوی میں راماین لکھنا شروع کی۔ دو سال سات مہینے چھبیس دن میں یہ کام مکمل ہوا اور 1556 عیسوی میں یہ کام مکمل ہو گیا۔ اسی گرنتھ کا نام "رام چرت مانس" ہے اور عوامی طور پر اسے راماین کے نام سے جانا جاتا ہے۔

راماین سات کانڈ [ابواب] پر مشتمل ہے، لیکن کسی ایک باب میں بھی تلسی داس جیسے رام بھکت نے اس بات کا صراحت تو کیا، اشاروں میں بھی ذکر نہیں کیا کہ بابری مسجد رام جنم استھان اور مندر توڑ کر بنائی گئی ہے۔ جب کہ اس وقت بابری مسجد کو بنے ہوئے 26 سال ہی ہوئے تھے، اگر واقعی مسجد مندر توڑ کر بنی ہوتی تو تلسی داس اس حادثہ کا ذکر اپنی کتاب میں ضرور کرتے۔ چھبیس سال کا زمانہ کوئی بڑا زمانہ نہیں ہوتا کہ لوگ پوری طرح بھول جائیں، خصوصاً ایسے حادثات کو تو لوگ صدیوں تک نہیں بھولتے، تو تلسی داس جیسے رام بھکت گیانی پنڈت سے یہ امید کون کر سکتا ہے کہ وہ اس حادثہ کو بھول گیے ہوں گے یا مغل بادشاہ کے خوف سے چھوڑ دیا ہوگا؟ وہ بھی اکبر جیسا بادشاہ، جو ہندو مذہب کے بہت قریب اور اسلام سے بہت دور تھا۔ تلسی بقیہ ص ۲۳ پر

احوال وطن

از: مفتی مشتاق احمد امجدی *

انسانی زندگی پر موبائل فون کے مضر اثرات

یہ بات چھوٹے بڑے ہر کسی پر روز روشن کی طرح ظاہر وعیاں ہے کہ اسمارٹ فون اس زمانے کی جدید ٹیکنالوجی کی پیداوار میں سے ایک ہے نیز اس کی افادیت اور اہمیت سے بھی کسی کو انکار نہیں ہوسکتا بلکہ اس کی افادیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ موبائل فون کی ایجاد نے انسانی زندگی کا رخ ہی بدل دیا ہے، جب موبائل فون کا ایجاد ہوا تب یہ نو ایجاد فون اتنا بڑا اور وزنی تھا کہ اسے ہاتھ میں لے کر اِدھر اُدھر جانا مشکل تھا نیز ہر جگہ اس کا نیٹ ورک نہیں پکڑتا تھا بلکہ اسے دوکان یا مکان میں کسی خاص جگہ رکھنا پڑتا اور اسے جہاں متعین کیا جاتا بات کرنے والے کو اسی جگہ جانا پڑتا اور یہ سامان اتنی بیش قیمت کہ صرف امرا اور مالداروں اور رئیس وزمینداروں کے پاس ہی ہوتا تھا اور عام شہری کی دسترس سے قطعاً باہر ہوتا تھا یہی وجہ تھی کہ شروع زمانے میں ایک محلہ میں کسی ایک کے پاس ہوتا اور پورا محلہ اسی سے اپنے متعلقین سے بات چیت کیا کرتے تھے۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے موبائل فون انسانی زندگی پر مسلط ہو گیا اور اب تو انسانی زندگی پر ایسا راج کرنے لگا ہے کہ تاجر سے مزدور تک اور امیر سے لے کر غریب تک ہر چھوٹے بڑے کے پاس ایک سے بڑھ کر ایک قیمتی اور اسپیشل موبائل فون موجود ہیں، کاروباری سرگرمیاں ہوں یا عزیز واقارب سے رابطے موبائل فون کے بغیر اس کا کوئی تصور ہی نہیں حتی کہ اس کے بغیر انسان خود کو ادھورا اور بے چین محسوس کرنے لگا ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اس زمانے میں موبائل فون کے استعمال کا رجحان اس قدر زور پکڑ چکا ہے کہ دنیا میں انسانوں کی تعداد کم اور موبائل کی تعداد کئی گنا بڑھ رہی ہے۔

یہ بھی ایک مسلم الثبوت اور ناقابل انکار حقیقت ہے کہ کوئی چیز اچھی یا بری نہیں ہوتی بلکہ اس کا استعمال اسے اچھی یا بری بنا دیتا ہے، موبائل فون کو بھی اس زاویہ سے دیکھا جائے تو بخوبی معلوم ہوگا کہ موبائل فون کی ایجاد نے تو عام انسانی زندگی اور اس کے معمولات کو آسان بنا دیا اور کئی طرح کی آسانیاں پیدا کردی گویا یہ انسانی ضرورت کی تکمیل کرنے والی چیز تھی مگر اس کے غیر ضروری استعمال نے آج ہمیں سخت دشواریوں، طرح طرح کی بے چینیوں اور بے پناہ اخلاقی اور سماجی پستیوں میں ڈھکیل دیا ہے۔

موبائل فون کے بے جا اور غلط استعمال کے نقصانات انسانوں کی نہ صرف کسی خاص نوع مثلاً مرد یا عورت، بچے یا یا بوڑھے، جوان یا بزرگ یا انسانی زندگی کے کسی خاص شعبہ سے متعلق نہیں بلکہ جملہ نوع انسان کے تمام افراد اور ہماری زندگی کے تمام شعبہ جات اس کی لپیٹ وچپیٹ میں ہیں جس کے نقصانات حد وشمار سے باہر ہیں۔

آج ہمارے معاشرہ میں چھوٹے بڑوں کا ادب واحترام اور شفقت وملائمت، فحاشی وعیاشی اور رشتوں کی ناقدری خصوصاً نسل نو میں بے حیائی اور عریانی اور اخلاقی تباہی وبربادی میں جو غیر معمولی حد تک اضافہ دیکھا جارہا ہے یہ بھی اسی نو ایجاد اسمارٹ فون اور انٹرنیٹ کے بے جا اور غلط استعمال کا ہی نتیجہ ہے، خاص طور پر ہماری بیٹیوں میں جو شرم وحیا کا فقدان، بے حیائی وبے پردگی اور عریانیت وفحاشی عام سے عام تر ہوتی جارہی ہے اس کی ایک بنیادی وجہ موبائل فون کا غیر ضروری استعمال ہے ورنہ آج سے ایک دو دہائی پہلے جب اس کا استعمال کافی حد تک بقدر ضرورت اور محتاط طریقہ پر ہو رہا تھا تب ہماری بیٹیاں موبائل فون کے مذکورہ نقصانات سے کافی حد تک دور تھیں اور وہ عفت وپاک دامنی، شرم وحیا اور اخلاق وکردار کی پیکر تھیں مگر جیسے جیسے اس کے

* مضمون نگار ازہری دارالافتا امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک کے مفتی ہیں۔

استعمال میں بے احتیاطی شروع ہوئی اس کے نقصانات بھی شروع ہوگیے اور اب عالم یہ ہے کہ ہر گھر فحاشی وعیاشی کا اڈہ بنا ہوا ہے، عفت مآب کنواری لڑکیوں سے شرم وحیا کا زیور اتر چکا ہے، محرم وغیر محرم میں فرق وتمیز عنقا ہوتا جارہا ہے جس کے منفی اثرات آئے دن دیکھے جارہے ہیں۔

اس حوالے سے ماضی اور حال کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ پہلے گھروں میں Landline یا telephone ہوا کرتا تھا، باشعور اور باغیرت گھروں میں جوان عورتوں بالخصوص کنواری بیٹیوں کو تاکید کی جاتی تھی کہ فون آنے پر خود فون نہ اٹھائیں بلکہ گھر میں موجود بڑی عمر کی خواتین جیسے والدہ یا دادی وغیرہ کو دے دیں نیز ضرورت پڑنے پر جوان بچیاں اپنے والدین سے پوچھ کر اپنی کسی خاص سہیلی کو فون نمبر دیا کرتی تھیں جس پر کسی کو کوئی تردد نہیں ہوتا تھا مگر اس وقت کا حال معلوم کرنا چاہیں تو کچھ عرض کرنے یا لکھنے کی قطعی حاجت نہیں کہ سب کچھ عیاں ہے اور عیاں راچہ بیاں، یقیناً اسمارٹ فون کے حوالے سے ماضی اور حال میں بہت واضح اور نمایاں فرق ہے مثلاً:

- پہلے گھروں میں ایک فون ہوا کرتا تھا اور اب ایک گھر میں جتنے ممبر اتنے فون۔
- پہلے فون آنے پر ہر کوئی فون نہیں اٹھا سکتا تھا مگر اب تو ہر کسی کے پاس جدا فون آیا کرتا ہے۔
- پہلے کنواری لڑکیوں کو تنہائی میں بات کرنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی اور اب فون پر بات کرنے سے روکنا تنگ نظری اور دقیانوسی خیال تصور کیا جاتا ہے۔
- پہلے بچیاں والدین کو پوچھ کر کسی سہیلی کو نمبر دیتی تھیں اور اب کسی سے پوچھنا اپنی آزاد خیالی کے سراسر خلاف تصور کیا جاتا ہے۔

ہماری بچیوں میں پیدا شدہ اس بڑے بدلاؤ کا شرعی حل یہ ہوسکتا ہے کہ گھر کی بچیوں کو شروع سے ہی اسمارٹ فون سے دور رکھیں وقت ضرورت سادہ فون دیں اور کڑی نگرانی رکھیں، وقتاً فوقتاً موبائل میں محفوظ نمبرات کی جانچ کریں اور تاکید کریں کہ اگر کسی سے بات چیت کرنی ہو تو گھر والوں کی موجودگی میں بات کریں، تنہائی میں ہرگز بات کرنے کی اجازت نہ دی جائے، یاد رکھیں یہ ہمارا اخلاقی فریضہ بھی ہے اور دینی وشرعی ذمہ داری بھی جو خود ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر گھر کے مردوں کو عطا فرمائی ہے چناں چہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته۔ یعنی تم میں سے ہر کوئی نگراں ونگہبان ہے اور ہر کسی سے اپنی نگرانی کے متعلق سوال ہونا ہے۔"

[صحیح البخاری، کتاب الجمعۃ، باب الجمعۃ فی القریٰ والمدن، ج۱ص:۱۲۲]

اور جو ذمہ دار اپنی ذمہ داری میں کوتاہی کرے اور اس کی رعیت میں اس کے ماتحت گناہ وفسق میں مبتلا ہوں اور یہ حسب طاقت وقدرت منع نہ کرے شرعاً ایسا نگراں وسرپرست ''دیوث'' اور سخت سزا ووعید کا مستحق ہے، چناں چہ حضرت سالم بن عبداللہ سے مروی ہے وہ اپنے باپ عبداللہ سے روایت کرتے ہیں:

"قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه و سلم ثلاثة لا ینظر اللہ عزّ و جلّ إلیهم یوم القیامة: العاقّ لوالدیه، والمرأة المترجّلة، والدّیّوث۔ (۲) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین لوگوں کی طرف قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نظر نہیں فرمائے گا (۱) ماں باپ کا نافرمان (۲) مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورت (۳) دیوث۔"

[سنن نسائی، کتاب الزکوۃ، باب المنان بما اعطی، ج:۱، ص:۲۷۵]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

"ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه و سلم قال: ثلاثة قد حرم اللہ علیهم الجنة مدمن الخمر، والعاق و الدیوث الذی یقری فی اهله الخبث۔ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں، جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کردیا ہے۔ (۱) دائمی شرابی۔ (۲) ماں باپ کا نافرمان۔ (۳) اور ''دیوث'' یعنی جو اپنے

بیوی بچوں میں بے حیائی برداشت کرتا ہے۔"

[مشکوۃ المصابیح، کتاب الحدود، باب بیان الخمر ووعید شاربھا، ص: ۳۱۸]

شیر خوار بچوں پر فون کے مضر اثرات

اکیسویں صدی کے مواصلاتی نظام نے جہاں اپنے فوائد کا لوہا منوالیا ہے وہیں کم سن بچوں پر اخلاقی و ذہنی تخریب کاری میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے، یہ اس صدی کا سب سے بڑا اخلاقی خسارا ہے۔ نظر اٹھائیے تو آپ کو چہار جانب اس وبا کے ضرر رساں آثار دکھائی دیں گے اور یہ معلوم ہوگا کہ گزشتہ چند سالوں سے اب تک اسمارٹ فون نسلِ نو کے ذہن و دماغ پر اِس قدر حاوی ہے کہ نئی نسل کا بچہ بچہ اس کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے، ایسے میں نسلِ نو کو شرمندۂ خطا ٹھہرانا بھی درست نہیں کہ اُن کا میلان خیر و شر کی جانب والدین سے اچھی اور بری تربیت کے حصول پر منحصر ہے اگر والدین عملی میدان میں اپنی اولاد کی بہترین نگہداشت کریں تو گوہر مقصود سے بازیاب ہو جائیں، حضور نبی اکرم ﷺ کے ہادیانہ ارشادات رہنمائے حیات ہیں، آپ ارشاد فرماتے ہیں:

"مانحل والد افضل من ادب حسن۔ یعنی کوئی باپ اپنی اولاد کو اس سے بہتر عطیہ نہیں دے سکتا کہ اس کو اچھے آداب سکھادے۔" [مشکوۃ المصابیح، باب الشفقۃ والرحمہ]

مگر افسوس کہ والدین میں بیشتر ایسے مربیان ہیں جو اولاد کے تربیتی آداب و رموز سے آشنا نہیں چہ جائیکہ وہ انہیں جامہ عمل سے آراستہ کریں اور اولاد کی بہترین تربیت کر سکیں، یقیناً آج نت نئے ایجادات کے دور میں کم سن بچوں کی ایک بہت بڑی تعداد فون کی عادی بنتی جا رہی ہے ایسی سینکڑوں مثالیں عالم مشاہدہ میں پیش نظر ہیں کہ والدین نے اپنی عدم توجہی کی بنا پر بچپن ہی سے ہاتھ میں فون تھما دیا جس کے سنگین نتائج سامنے آئے۔ شروع اس کی سنگینی کا احساس نہیں ہوتا مگر بڑھتی عمر میں اولاد کی بے راہ روی دیکھ کر جس وقت والدین کی آنکھیں کھلتی ہیں اس وقت پانی سر سے گزر چکا ہوتا ہے اور پھر ان بگڑتے ماحول اور ایسے اخلاقی جرائم میں مبتلا ہونے والے اطبا، حکما اور عاملین کے پاس جا جا کر اپنی اولاد کے گلے شکوے اور علاج کی تدبیری راہیں تلاش کرنے لگتے ہیں اور آخر تھک ہار کر کف افسوس ملتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

یاد رہے یہ وبا کسی خاص شہر یا مخصوص قصبہ یا معین ضلع یا ریاست کا نہیں ہے بلکہ یہ ایک عالمی بیماری ہے، اس پھیلتی وبا کا واحد حل شرعی تقاضوں کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ہے تا کہ والدین اپنی اولاد کی اعلیٰ سطحی اور مزاج شریعت کے موافق سودمندانہ تربیت کر کے انہیں حسن اخلاق کا مجسمہ بنائیں اور بچپن ہی سے انہیں موبائل فون سے دور رکھ کر طبی ذہنی نقصانات سے بچائیں۔

جوانوں پر فون کے سحر انگیز اثرات

تعمیری پہلو کے علاوہ موبائل فون تباہی کا بھی باعث ہے، اس فون نے سب سے زیادہ جس انسانی طبقہ کو متاثر کیا اور اپنے زیر اثر لیا وہ طبقہ نوجوانوں کا ہے خواہ نوجوان لڑکا ہو یا لڑکی، جی ہاں اس فون نے جہاں کم سن بچوں کو فون کا عادی بنایا وہیں اس فون نے نوجوان نسلوں میں نسوانی حلقہ سے شرم و حیا کا زیور اتار دیا اور مسلمان لڑکیوں کی عفت و پاکدامنی کا جنازہ نکال دیا اور نسل نو میں جوان لڑکے مکمل طور پر موبائل فون کے منفی اثرات میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اِسمارٹ فون کے بے جا استعمالات نے نئی نسل کو تہذیب سلف سے اِس قدر نا آشنا کر دیا کہ نہ دینِ متین کی طرف رغبت باقی رہی نہ ہی اس کے لیے تگ و تاز کی فکر اور صرف یہی نہیں بلکہ موبائل فون کے بے جا استعمال نے نوجوانوں میں بے حیائی کے خطرناک وائرس کو جنم لیا ہے جو دن بدن ان کے ذہنی اخلاقی کردار کو نہ صرف متاثر کر رہا ہے بلکہ ارتقائی توانائیوں کو تباہ و برباد کر رہا ہے۔

یہ وہی نوجوان ہیں جن کے اگلوں کی تاریخ دیکھی جائے تو کہیں اُن کی زندگی کے اوراق دینِ حق کی پیروی کا خطبہ پڑھتے نظر آئیں گے تو کہیں ان کی بے لوث کارگزاریوں کے نغمے سناتے دکھائی دیں گے، ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں: ؎

قوم را سرمایہ ای صاحبِ نظر
نیست از نقد و قماش سیم و زر

مال او فرزند ہائے تندرست
تر دماغ و سخت کوش و چاق و چُست

ترجمہ: اے صاحبِ نظر نقدی، لباس اور چاندی سونا قوم کا سرمایہ نہیں، اس قوم کی دولت تندرست بیٹے ہیں جن کے دماغ روشن ہوں اور وہ محنتی اور چاق و چوبند ہوں۔

بلا شبہ اسمارٹ فون کے بے جا استعمال نے ہر چھوٹے بڑے اور مرد و زن سب کو یکساں متاثر کیا ہے جس کی تلافی کی صورت محض شریعت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہونا ہے اس کے بغیر فون کے اس وبائی فتنہ کے اثرات سے چھٹکارا پالینا خام خیالی کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔

اسمارٹ فون سے ارتداد تک سفر

نظر شرع میں مرتد کا حکم کافر اصلی سے سخت تر ہے اس سے فعل ارتداد کی خباثت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے مگر پچھلے کچھ سالوں سے نوجوان لڑکیاں ایک بڑی تعداد میں دامن اسلام سے نکل کر اس شدید ترین خباثت کا شکار ہو رہی ہیں، اس حساس اور نازک مسئلہ کے اسباب و علل پر پس منظر سے پیش منظر تک طائرانہ نظر ڈالیں تو کئی وجوہات سامنے نکل کر آشکارہ ہوں گی مگر ان میں جہاں آزاد خیالی، والدین کی عدم توجہی اور مخلوط تعلیمی نظام محرک ہیں وہیں بے باک ہو کر اسمارٹ فون کا آزادانہ اور بے جا استعمال بھی فتنہ ارتداد کی ایک بڑی وجہ ہے اسی وجہ سے ایسی مسلم لڑکیاں جن کا کالج سے کوئی واسطہ نہیں وہ بھی اس فتنہ کا شکار نظر آرہی ہیں جس کی ایک وجہ ٹیلی گرام، فیس بک، یوٹیوب، انسٹا گرام جیسے مشہور مواصلاتی ایپلی کیشنز ہیں جو نہ صرف بے حیائی پیدا کرتی ہیں، بسا اوقات ایمان کے فساد کا بھی سبب بن جاتی ہیں، ان پلیٹ فارمز پر منظم طریقے سے جہاں بے حیائی کو فروغ دیا جاتا ہے وہیں فتنہ ارتداد کے جال بھی بنے جاتے ہیں، لہٰذا ہم پر ضروری ہے کہ ہم اپنے ارد گرد معاشرتی عائلی تخریب کاری کی سرکوبی کے لیے ہر دم کوشاں رہیں اور مصلحانہ و مؤثر کردار ادا کریں تا کہ ہر چھوٹا اور بڑا اس کے نقصانات اور مضر اثرات سے خود کو بچا سکے اور اوروں کو بھی بچانے میں کامیابی حاصل کرے۔

اسمارٹ فون اور نسل نو میں ضیاع وقت کا بڑھتا رجحان

وقت انسانی زندگی کا سب سے زیادہ قیمتی اثاثہ ہے، کوئی شئے اس کا بدل نہیں ہو سکتی، اس ترقی یافتہ دور جدید میں ہر فرد وقت کی کمی و تنگی کی شکایت کرتا ہوا نظر آتا ہے اور وقت کا دانش مندانہ استعمال کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ وقت کی اہمیت پر قرآنی نصوص احادیث نبویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور معمولات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ناطق و شاہد ہیں۔

ہمارے معاشرتی ماحول میں ایک طرف جہاں وقت کے قدردان ایک بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں وہیں دوسری طرف وہ طبقہ بھی ہے جو صبح و شام ضیاع وقت کے خسارے سے دو چار ہے، جس کی اصل جڑ و بنیاد اسمارٹ فون کے استعمال میں بے راہ روی ہے، اس بات میں شک و ریب کی گنجائش نہیں کہ جو وقت گزر جاتا ہے وہ پلٹ کر نہیں آتا، ایسے میں اسمارٹ فون کے نشہ نے جو وقت کا زیاں کیا ہے اس کی بھر پائی کیسے ممکن ہے؟ لہٰذا ضروری ہے کہ وقت کی افادیت و اہمیت کو سمجھ کر فون کی زیاں کاریوں سے چھٹکارا پائیں اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب مزاج شریعت کو سمجھ کر اس کے مطابق زندگی گزارنے کا عزم و حوصلہ ہو۔

اسمارٹ فون کا ازدواجی زندگی پر اثر

ازدواجی تعلقات ہو یا عائلی و معاشرتی رشتہ فون کی زیاں کاریوں نے سب پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں جس کی وجہ سے آپسی اپنائیت و رواداری کی حساسیت مردہ ہوتی جارہی ہیں، دن بدن احساسات فون تک محدود ہوتے جارہے ہیں۔

ازدواجی بندھن محبت کا حسین سنگم ہے مگر یہ حسین رشتہ بھی موبائل فون کی نظر بد کا شکار ہو چکا ہے۔ نہ وہ پاس ادب رہا نہ وہ زندگی کی خوشیاں رہیں، ہر طرف افراتفری کا ماحول ہے۔ کبھی وہ بیوی جسے صحابیات کے حسین و جمیل کردار کے زیور عمل سے آراستہ کرنا تھا وہی فون کے نشے میں مخمور نظر آتی ہے اور بسا اوقات رفتہ رفتہ ہی سہی مگر مواصلاتی تکنیکی نظام میں عشق بازی کی روداد لکھی جارہی ہوتی ہے اور نتیجۃً اپنے شوہر سے مطالبہ خلع تک بات پہنچ جاتی ہے، یہی حال غافل شوہروں کا بھی ہے جو فون میں بے جا مشغولیت رکھتے ہیں نہ زوجہ کی دلجوئی کی فکر، نہ والدین کی خدمت کا شعور اور نہ بھائی بہنوں کی خیریت پوچھنے کا بقیہ ص ۳۲ پر

از: مفتی جمیل احمد قادری *

آخر وہ کون تھا

رضویات

ابھی وہ آیا نہ تھا، مگر گھر والوں میں اس کا چرچا ہونے لگا تھا، اس کے علم وفضل کی باتیں ہونے لگی تھیں، میں نے دیکھا ہے سورج ابھی نکلا نہیں ہوتا، مگر اس کی ضیا پاشیاں ایک عالم کو منور کرنے لگتی ہیں، یہ آنے والا بھی علم وآگہی اور فضل وکمال کا سورج تھا، صرف 68/سال افق حیات پر رہا، مگر دنیا کو ایسا نور دے گیا کہ وادی وادی اور صحرا صحرا اس سے منور ہو گیا، آج وہ ایمان والوں کی شان اور خوش عقیدگی کی پہچان بنا ہوا ہے، ہاں ہاں! میں اسی کی بات کر رہا ہوں، وہ ابھی زمین پر پاؤں بھی نہیں رکھا تھا، اپنی صورت بھی نہ دکھائی تھی، مگر نظر والے اسے دیکھ چکے تھے۔

والد نے ایک خواب دیکھا اور پریشان ہو گئے اور جب اپنے والد بزرگوار سے اس خواب کا تذکرہ کیا، تو جواب ملا کہ بہت مبارک خواب ہے، منقول ہے کہ:

"جس وقت اعلیٰ حضرت قبلہ بطن مادر میں تھے، آپ کے والد ماجد نے ایک بہت ہی عجیب خواب دیکھا، جس کی وجہ سے کچھ پریشانی لاحق ہو گئی۔ رات بھر اس خواب کی فکر میں رہے اور صبح اٹھے تو بھی اس کی تشویش باقی تھی، صبح سراپا فیض وبرکت علامہ مولانا رضا علی خان، اپنے والد ماجد علیہ الرحمہ سے خواب بیان فرمایا، حضرت ممدوح نے فرمایا: بہت مبارک خواب ہے، بشارت ہو کہ پروردگار عالم تمہیں ایک فرزند عطا فرمائے گا، جو علم کے دریا بہائے گا، جس کا شہرہ مشرق ومغرب میں پھیلے گا۔"

(حیات اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، صفحہ 79/امام احمد رضا اکیڈمی)

اور جب پیدائش ہوئی، تو دادا جان نے اپنے پوتے کو دیکھ کر بھی وہی جملہ فرمایا کہ "یہ میرا بیٹا بہت بڑا عالم ہوگا" چنانچہ اعلیٰ حضرت کی بڑی بہن فرماتی ہیں:

"جب اعلیٰ حضرت پیدا ہوئے تو میرے والد ان کو جناب دادا صاحب قدس سرہ العزیز کی خدمت میں لے گئے، دیکھ کر گود میں لیا اور فرمایا: یہ میرا بیٹا بہت بڑا عالم ہوگا۔"

(حیات اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، ص78)

اب تو آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ میں کس کی بات کر رہا ہوں، مقتدائے عرب وعجم، آبروئے علم وفن، عاشق خیر الانام، فخر الاعلام، مجدد اسلام، اہل سنت کے امام حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی بات کر رہا ہوں، امام اہل سنت کا بچپنا ہے، ننھی سی عمر ہے، ایک مجذوب سے ملاقات کرتے ہیں، مجذوب بھی کیسا، لذت آشنائی سے سرشار، دو عالم سے بیگانہ، ملنے والوں کو دعاؤں کی جگہ گالیوں سے نوازنے والا، گدڑی میں لعل اور آستینوں میں ید بیضا رکھنے والا، اسے کسی کی پرواہ نہیں ہوتی کہ آنے والا تخت وتاج کا مالک ہے، یا کوئی گمنام بوریا نشین! وہ سب کو ایک ہی ڈنڈے سے ہانکتا تھا، مگر امام اہل سنت کو دیکھا، تو دیکھتا ہی رہ گیا، سرکار اعلیٰ حضرت، خود فرماتے ہیں:

"بریلی شریف میں ایک مجذوب بشیر الدین صاحب اخوند زادہ کی مسجد میں رہا کرتے تھے، جو کوئی ان کے پاس جاتا، کم سے کم 50/گالیاں سناتے، مجھے ان کی خدمت میں جانے کا شوق ہوا، میرے والد ماجد قدس سرہ کی ممانعت کہ کہیں باہر بغیر آدمی کے ساتھ لیے نہ جانا، ایک روز رات کے گیارہ بجے اکیلا ان کے پاس پہنچا اور فرش پر جا کر بیٹھ گیا، وہ حجرہ میں چارپائی پر بیٹھے تھے، مجھ کو بغور 15–20/منٹ تک دیکھتے رہے، آخر مجھ سے پوچھا: صاحبزادے! تم مولوی رضا علی صاحب کے کون ہو؟ میں نے کہا: میں ان کا پوتا ہوں، فوراً وہاں سے جھپٹے اور مجھے اٹھا کر لے گئے اور چارپائی کی طرف

* مضمون نگار جامع رضا پٹنہ کے بانی وسرپرست ہیں۔

اشارہ کر کے فرمایا: آپ یہاں تشریف رکھیے، پوچھا: کیا مقدمہ کے لیے آئے ہو، میں نے کہا مقدمہ تو ہے لیکن میں اس لیے نہیں آیا ہوں، میں تو صرف دعائے مغفرت کے لیے حاضر ہوا ہوں، قریب آدھے گھنٹے تک برابر کہتے رہے، اللہ کرم کرے، اللہ رحم کرے، اللہ کرم کرے، اللہ رحم کرے۔"

(الملفوظ، ج4/ص51-50)

دس سال کی عمر شریف ہے، دروازے پر ایک اجنبی آواز دیتا ہے، امام اہل سنت باہر گئے تو کیا ہوا یہ بھی ملاحظہ فرمائیں، آپ کی بڑی بہن فرماتی ہیں:

"اعلیٰ حضرت (کہ ان کی عمر اس وقت 10/ برس کی تھی) باہر تشریف لے گئے، دیکھا کہ ایک بزرگ فقیر منش کھڑے ہیں، آپ کو دیکھتے ہی فرمایا: آؤ! آپ تشریف لے گئے، سر پر ہاتھ پھیرا، اور فرمایا: تم بہت بڑے عالم ہو گے۔"

(حیات اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، صفحہ 78)

دنیا والے کسی کے کارناموں کو پہلے دیکھتے ہیں، پرکھتے ہیں اور تب جا کر اس کے قائل ہوتے ہیں، گن گاتے ہیں بلکہ اس منزل تک پہنچنے کے لیے، کبھی کبھی پوری عمر ناکافی ہوتی ہے۔ مگر امام احمد رضا، تاریخ انسانی میں ایک ایسی منفرد شان کے حامل تھے، کہ ان کی عظمت و برتری کا اعلان وقت سے پہلے ہی ہونے لگا تھا۔ قدرت کی فیاضی اور کرم نوازی ایسی ہی ہوتی ہے۔ ایک صاحب کو تو اعلیٰ حضرت کے انسان ہونے پر ہی شبہ ہونے لگا تھا، انہیں لگا کہ کہیں یہ کوئی فرشتہ تو نہیں، جو انسانی بھیس میں ہمارے درمیان گھوم رہا ہے، ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

"ایک مولوی صاحب چند بچوں کو پڑھایا کرتے تھے، حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان سے کلام اللہ شریف پڑھا کرتے تھے، ایک روز کا ذکر ہے، مولوی صاحب کسی آیت کریمہ میں بار بار ایک لفظ، حضور اعلیٰ حضرت کو بتاتے تھے، مگر آپ کی زبان سے نہیں نکلتا تھا، وہ زبر بتاتے تھے اور آپ زیر پڑھتے تھے، یہ کیفیت حضور (اعلیٰ حضرت) کے جد امجد (دادا جان) قطب الوقت، حضرت مولانا رضا علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ کر حضور (اعلیٰ حضرت) کو اپنے پاس بلا لیا اور کلام پاک منگوا کر دیکھا، تو اس میں کاتب سے اعراب کی غلطی ہو گئی تھی، زیر کی جگہ زبر لکھ دیا گیا تھا اور اسی طرح بے تصحیح طبع ہو گیا تھا (یعنی اس غلطی کے ساتھ ہی وہ قران پاک چھپ گیا تھا اور وہ غلط لفظ کوشش کے باوجود زبان سے نہیں نکلتا تھا) یعنی جو حضور پر نور (اعلیٰ حضرت) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے نکلتا تھا, وہی صحیح تھا۔ حضور (اعلیٰ حضرت) سے حضرت جد امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مولوی صاحب جس طرح تم کو بتاتے تھے، اس طرح کیوں نہیں پڑھتے تھے؟ حضور (اعلیٰ حضرت) نے عرض کیا: میں ارادہ کرتا تھا کہ اسی طرح پڑھوں، مگر زبان پر قابو نہ پاتا تھا، حضرت جد امجد قدس سرہ العزیز نے فرمایا: خوب! اور تبسم فرما کر سر پر ہاتھ پھیرا، اور دل سے دعا دی، پھر ان مولوی صاحب سے فرمایا: یہ بچہ صحیح پڑھ رہا تھا، حقیقتاً کاتب نے غلط لکھ دیا ہے اور پھر قلم فیض رقم سے اس کی تصحیح فرما دی (یعنی اپنے قلم سے اس غلطی کو درست فرما دیا) انہی کا بیان ہے کہ اس قسم کے واقعات مولوی صاحب کو بار بار پیش آئے۔ تو ایک روز تنہائی میں حضور (اعلیٰ حضرت) سے کہنے لگے صاحبزادے! سچ سچ بتا دو! میں کسی سے کہوں گا نہیں، تم انسان ہو یا فرشتہ! آپ نے فرمایا، خدا کا شکر ہے میں انسان ہی ہوں، اللہ تعالیٰ کا کرم شامل حال ہے۔"

(حیات اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، صفحہ 81)

ایسے سوال تب ہی اٹھتے ہیں، جب کسی کی خوبیاں عقل و فکر کو حیران کر دیں، امام احمد رضا بظاہر ایک انسان تھے، ورنہ فضل و برتری اور اوصاف انسانی کے لحاظ سے دیکھیں، تو وہ امام الانبیا کے معجزہ اور غوث اعظم کی کرامت تھے اور کرامت ہو یا معجزہ اگر عقل انسانی میں آجائے، تو پھر وہ معجزہ یا کرامت ہی کہاں رہ جائے گا؟ یہی وجہ ہے کہ دیکھنے والوں نے دیکھا، پڑھنے والوں نے پڑھا، سمجھنے والوں نے سمجھا مگر آج تک امام احمد رضا کے

فضل و کمال کا احاطہ نہ ہو سکا، ان کی تحقیقات، علمی برتری، علوم کی گہرائی، فنون کی گیرائی، بیشتر فنون میں حیرت انگیز تعمق، علوم دینیہ ہوں یا عقلیہ، ہر میدان میں امام احمد رضا کے لہراتے پھریرے، انسانی فکروں کو مسحور کر دیتے ہیں، ایک فرد واحد سے اتنے سارے کارناموں کا صدور، سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ وہ آخر کون تھا، یہ کون تھا، یہ کس نے بکھیری تھیں مستیاں، ہر ذرہ صحن باغ کا ساغر بدوش ہے۔

◆◆◆

ص ۲۹ رکا بقیہ.....

وقت، سب کچھ موبائل فون کے سپرد کر کے ایک نئی دنیا سے وابستگی اختیار کرتا ہے اور ایسے روابط قائم کرتا ہے جن کی دوستی و یاری محض فون تک محدود ہوتی ہے خارج میں اس کا کوئی تصور نہیں ہوتا غرض کہ موبائل فون کے بے جا استعمال نے کشت حیات کو ویران اور معمولات زندگی کو بدحال بنا دیا ہے حتی کہ ایسا شخص اس کا برا انجام جیتے جی دیکھ لیتا مگر ''اب پچھتاوے کا ہوَت جب چڑیا چُگ گئی کھیت''۔

اسمارٹ فون اور انٹرنیٹ کے نقصانات اور مضر اثرات سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم افراط و تفریط کو بالائے طاق رکھ کر اعتدال و اقتصاد کا دامن تھامیں اور میانہ روی کے ٹریک پر چل پڑیں تا کہ ہمارے معاشرہ کا ہر فرد اور زندگی کا ہر شعبہ اس فتنہ جنجال سے محفوظ رہے۔ واللہ الموفق وھو الھادی الی الحق۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ہماری نسلوں کو عقل سلیم کی دولت لازوال سے مالا مال فرمائے اور اسمارٹ فون کے نقصانات اور اس کے مضر اثرات سے جلد نجات عطا فرمائے۔ آمین۔

◆◆◆

ص ۳۴ رکا بقیہ.....

وسلم سے محبت کریں۔ اپنی عقیدتوں کا رشتہ محبوبِ رب العالمین سے استوار کریں۔ انھیں کی پیروی میں نجات ہے۔ انھیں کی راہ چلنے میں عید کی خوشیاں ہیں اور اپنی شناخت بھی۔

برائیوں کا سد باب

فی الوقت مصائب و آلام کی مسلسل یلغار کے کئی اسباب ہیں۔ ملکی سطح پر حالات کا تجزیہ کیجیے۔ الا ماشاء اللہ! مسلم تاجروں میں بھی جھوٹ، مکر و فریب بڑھتا جا رہا ہے، شفاف کاروبار کرنے والے کم ہی ہیں، کاروبار میں دھوکہ دہی، تعلیمی اداروں میں رشوت عوامی فلاح کے کاموں میں گھپلا، اپنے منصب سے کوتاہی، اساتذہ کی عدم محنت سے تعلیمی نقصان، اخلاق سوز ماحول، واٹس ایپ، فیس بک وغیرہ کے ذریعے غیر شرعی تعلقات، ناپ تول میں کمی، تجارت میں جھوٹ کا عمل دخل اور ان جیسے عوامل سے معاشرہ گندہ ہوتا جا رہا ہے، ماحولیاتی نظام کی بربادی اور ان کی کمزوری، پانی کے زیر آب ذخائر میں کمی، یہ شامتِ اعمال کے نتائج ہیں۔ ان عوامل کے پیش نظر ہمیں اپنی/ معاشرتی اصلاح کی ضرورت کو محسوس کرنا ہوگا۔ معاشرتی خرابیوں کا علاج کرنا ہوگا۔ اولیائے کرام کی راہ چل کر اپنے کردار کو سنوارنا ہوگا۔ حضور امین شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی شریعت کے مطابق گزاری۔

آئیے! عید کی مسرتوں میں دعا کریں کہ مولیٰ تعالیٰ ہمیں غیر شرعی راستے سے بچا کر حضور امین شریعت کی پاکیزہ زندگی کو مشعل راہ بنانے کی توفیق بخشے اور پورا چمن محبت رسول ﷺ کے والہانہ نغموں سے مہک مہک اٹھے، بقول اعلیٰ حضرت: ؎

انھیں کی بو مایۂ سمن ہے، انھیں کا جلوہ چمن چمن ہے
انھیں سے گلشن مہک رہے ہیں انھیں کی رنگت گلاب میں ہے

◆◆◆

امام احمد رضا نمبر

ماہنامہ سنی دنیا کا ایک عظیم صحافتی کارنامہ، امام اہل سنت کی حیات و خدمات کو ایک نئے زاویئے سے پیش کرنے والا ایک دستاویزی شمارہ، صرف ۲۰۰ روپئے ادارہ کو بھیج کر حاصل کر سکتے ہیں۔

(از: مولانا محمد اشرف رضا قادری *

عید الفطر اور امین شریعت

شریعت پر استقامت اور اسلامی زندگی گزارنے کا عہد کریں

عید خوشی وشادمانی کا دن ہے، عید اتحاد اسلامی کا دن ہے، جائز طریقے سے خوشیاں بانٹ کر منائی جائے وہی عید ہے، وہ عید نہیں! جو غریبوں اور مظلوموں کی حق تلفی سے منائی جائے، انسانوں کے بنائے ہوئے افکار کے نتیجے میں جو تہوار یا لمحاتِ مسرت تشکیل پائے ان میں انسانی حقوق کی پاس داری عنقا ہوتی ہے، ظلم وجبر کے ساتھ مال ودولت جمع کرنے والے آہوں اور نالوں کے سروں پر خوشیوں کے جشن مناتے ہیں۔ عصبیتوں کے سوداگر انسانی قبا کو تار کر کے دُنیا کو خوشیوں سے نہیں بھر سکتے۔ ایسے نظام کے بطن سے ظلم وجبر اور تشدد کو راہ ملتی ہے۔ اسلام کا نظام خوشی فوز وفلاح کی کلید ہے۔

اسلاف کا طریق مسرت

اسلاف کرام، اولیاے عظام نے سنتوں کے دائرے میں عیدیں منائیں، اپنی خوشیوں میں غریبوں، ناداروں، مفلسوں اور ٹھکرائے ہوؤں کو شامل کیا۔ حضور امین شریعت علامہ سبطین رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول تھا کہ ماہ رمضان میں بہت اہتمام کرتے۔ لوگوں کو خوشیاں تقسیم کرتے۔ پھر جب عید کا چاند طلوع ہوتا تو نہایت سادگی کے ساتھ عید کی تیاریاں کرتے، غریبوں کا خاص خیال رکھتے۔ ان کی ضروریات کے سامان تک مہیا کرواتے۔ ان کی فریادرسی کرتے۔ محلے کے مفلوک الحال مسلمانوں کی مدد فرماتے۔ ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کی تلقین فرماتے، بچوں کا خاص خیال کرتے، انھیں خوش کرتے، تمام معمولات سنت کے مطابق ادا کرتے، کوئی کام خلافِ شرع نہ ہونے پائے اس کا خیال رکھتے۔ ہر کام میں طریقۂ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ملحوظ رکھتے۔

تشدد کی فضائے مسموم

تشدد، دہشت، عصبیت، افتراق؛ ایسی اصطلاحیں ہیں جن سے دُنیا کی بربادی کا مزاج تشکیل پاتا ہے۔ سرمایہ درانہ نظام نے مدتوں دُنیا کو اپنی گرفت میں رکھا۔ جس کے ذریعے دبے کچلے افراد کو انسانی حقوق سے محروم کر دیا گیا۔ خوشی منانا صرف صاحبِ مال کا حق سمجھا گیا، آسودگی رؤسا کا حصہ سمجھی گئی، غریبوں، مزدوروں کے لیے رنج وغم اور کلفت ہی متصور تھے۔ اسلام نے غریبوں کو سینے سے لگایا، کونین کے تاج دار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خدائی عطا سے اپنے عظیم اختیارات کے ذریعے دبے کچلے افراد کو خوشی تقسیم کی، ظلم ودہشت سے دوچار افراد کو عظیم حقوق دے کر انھیں اعلیٰ مقام سے نوازا، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے تشدد کے شکار افراد کی دادرسی وفریادرسی کی، دہشت زدہ انسانیت کو دہشت گردی سے نجات دلا کر محبت وشفقت کی فضاے خوش گوار فراہم کی، جہاں آزادی، عدم تشدد اور رواداری کو فروغ ملا، اسلامی رواداری کا نمونہ خانوادۂ اعلیٰ حضرت نے پیش کیا، امین شریعت کی پوری زندگی اسلامی روایات کی امین رہی۔

حقوق کی پاس داری

ہر ذی حیثیت کو چاہیے کہ وہ اپنے زیر دست لوگوں کا جائزہ لے، یہ دیکھے کہ کن کن لوگوں کے کون کون سے حقوق اس کے ذمہ ہیں، سیٹھ مزدور کا حق ادا کرے، مالک نوکر کا حق ادا کرے، امیر غریب کا حق دے، اولاد، والدین وبزرگ افراد کے تقاضے پورے کرے، جن کا کچھ مال لیا یا کھایا ہو اسے فوری ادا کیا جائے، کسی سے قرض لیا ہو تو اسے اللہ کی رضا کی خاطر چُکا دیا جائے؛ تب کہیں حقوق کی پاس داری کی فکر توانا ہوگی۔ ایک دوسرے

* مضمون نگار دوماہی امین شریعت بریلی شریف کے چیف ایڈیٹر ہیں۔

سے اس کے مقام ومنصب کے مطابق سلوک کیا جائے۔ اس طرح کا طرزِ عمل رمضان وعید کی حقیقی مسرتیں عطا کرنے کا موجب بنے گا۔

زخموں کی ٹیس

کئی دہائیاں گزریں، امت مسلمہ زخموں سے نڈھال، مصائب وآلام کا شکار ہے۔ جتنی باطل قوتیں ہیں سب متحد ہیں، مقصد مسلمانوں کو ہر اعتبار سے شکست دینا ہے۔ تہذیبی وتمدنی و معاشرتی لحاظ سے پوری دُنیا میں مسلمانوں کو نشانہ بنایا جارہا ہے کئی ممالک کی تاراجی کے بعد اندرونی فتنوں کی مدد سے اسرائیل کو طاقت ور بنایا جارہا ہے۔ اُبھرتے ہوئے مسلم ممالک کو دہشت گرد گروہوں کی تشکیل کر کے مسلسل تباہی کی آگ میں جھونک دیا گیا ہے۔ لاکھوں مسلم زندگیاں داؤ پر لگیں، سہاگ اُجڑے، بچے یتیم ہوئے، عزیز جدا ہوئے، کتنے ہی مفلوج ہوئے، جو بچے وہ افلاس کا شکار بنے جو قوم دُنیا کی امامت کر رہی تھی وہ داغِ شکست لے کر غربت کی دہلیز پر سسک رہی ہے۔ اتنے زخموں سے دوچار ہونے کے بعد بھی غافل ہے۔ دُشمن سے بے خبر ہے۔ دینِ عظمت کے حامل اور دُنیا کو شعورِ جہاں بانی عطا کرنے والے کس قدر سوئے ہیں۔ یارسول اللہ! آپ سے فریاد ہے۔ اے گنبد خضریٰ کے مکیں وقتِ مدد ہے۔ پھر وہ صبح نمودار ہو جس کی روشنی میں انسانی عصمتوں کے دُشمن غائب ہوں اور اسلام کی بادِ بہاری سے دلوں کی کلیاں کھلیں اور اخلاق کی عظمت سے مسرتوں کے ہزاروں دیپ طاقِ دل پر روشن ہوں، اسی روشنی کو امام احمد رضا نے پھیلایا اور عظمت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قندیل روشن کی۔

اسلامی سچائی

سب سے بڑی صداقت وسچائی کا نام اسلام ہے، عقائد اسلام کے حامل ہونے کی حیثیت سے ہمیں بگڑی تہذیبوں اور زوال پذیر تمدن کی طرف للچائی نظروں سے نہیں دیکھنا چاہیے۔ بلکہ اپنے عظیم وتاریخی ورثے کی طرف لوٹ آنا چاہیے تاکہ مایوس فضاؤں میں اُمید کی کرنیں برآمد ہوں۔ قوم کے نحیف بدن میں صداقت وسچائی کی حرارت دوڑ جائے، یورپ ومغرب نے اسلام پر کئی طرح کے حملے کیے ان میں ایک حملہ مسلمانوں کے اعتماد کا خاتمہ تھا، یاسیت کے اندھیروں میں ہمیں دھکیل دیا گیا، جو قوم اپنے قابلِ فخر ورثے پر نازاں تھی؛ وہ بے یقینی کا شکار ہو بیٹھی۔ یقیں کی منزل سے ہم کنار ہونا اور عزم وحوصلے کے ساتھ بیداری کا مظاہرہ کرنا یہ ہمارے فطری تقاضوں کے عین مطابق ہے؛ جس کی کوشش کرنی چاہیے۔

فرقہ پرستی کے جراثیم

ہند میں اسلام تجار/ اولیاء اللہ سے پھیلا، جنھوں نے شرک زدہ وادی میں توحید ورسالت کے نغماتِ دل آویز کی صدائیں بلند کیں، استقامت کا مظاہرہ کیا، حق تعالیٰ پر ایمانِ کامل کا اظہار کیا اور دل ونگاہ کو معبودِ حقیقی کی بارگاہ میں جھکایا، اس طرح یہاں اسلام کے کارواں میں شامل ہونے والے امن ویقیں کے شناور بنے؛ محبت واُلفت کے ساتھ دین متین کی قدروں کی حفاظت بھی کی اور اسلام کے دعوتی کاز کو عملاً آگے بڑھایا۔ گرچہ ایک مدت تک مسلم سلاطین کا اقتدار رہا۔ لیکن دلوں پر حکمرانی اولیاء اللہ کی رہی، جن کے ذریعے اسلام کی اشاعت ہوئی۔

جب مسلم اقتدار سمٹا، انگریز حاکم ہوئے تو مسلمانوں کو ظلم و جور کا نشانہ بنایا گیا۔ مسلمان جہاں بانی کے لائق نہ رہیں اس کی طرف توجہ کی گئی۔ اس میں انگریز کی سب سے زیادہ معاونت مشرکین ہند نے کی جن کی فرقہ پرستی سے ایک صدی قبل ہی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ''المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ'' لکھ کر پردہ اُٹھایا تھا اور ہنود سے اتحاد کی مخالفت میں کئی فتاوے صادر کیے تھے پھر آزادی کے بعد اقتدار پر فرقہ پرست ذہنیت کے حامل قابض ہوئے، مسلمان پچھڑتے گئے، ستم کا نشانہ بنائے گئے اور مظلوم ہوتے ہوئے بھی ظالم قرار دیے گئے۔ دہشت زدہ کیے گئے اور دہشت گرد قرار دیے گئے۔

یہ المیہ ہے۔ یہ ٹریجڈی ہے۔ اس کا ازالہ ضروری ہے۔ ازالہ یہی ہے کہ اسلامی احکام پر سختی سے گامزن ہو جائیں۔ اپنی تہذیب سے محبت کریں، اپنے آقا صلی اللہ علیہ بقیہ ص ۳۲ پر

از: عباس رضا رضوی*

جانشین تاج الشریعہ! حیات وخدمات

ہر دور میں امت مصطفیٰ ﷺ کو کسی نہ کسی رہنما اور رہبر کی ضرورت پڑی ہے، اگر لوگوں کو ان کے احوال وکیفیات پر چھوڑ دیا جائے تو معاشرہ اعمال وعقائد باطلہ سے دوچار ہو جائے گا، ازیں سبب ہر دور میں قائد کی ضرورت پڑی ہے جو انھیں صراط مستقیم پر قائم ودائم رکھے، خواہ وہ عہد خلفا ہو یا عہد تابعین تمام زمانوں میں مختلف شہروں میں قاضی ہوا کرتے تھے جو اس شہر کے امور مسائل دینیہ کو سنبھالتے اور ان تمام قاضیوں کے اوپر ایک جج ہوتا جسے قاضی القضات کہا جاتا اور یہ سلسلہ آج تک جاری وساری ہے، مختلف دور میں مختلف قاضی القضات ہوئے اور اس دور میں جو قاضی القضات ہیں، وہ نبیرۂ اعلیٰ حضرت، جانشین حضور تاج الشریعہ قائد ملت حضرت علامہ مفتی محمد عسجد رضا خان قادری نوری مدظلہ العالی والنورانی ہیں۔

افقہ الفقہا، زبدۃ المتقین، مرشد کامل، شیخ طریقت، وارث علوم اعلیٰ حضرت وجانشین حضور مفتی اعظم حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امت رسول اللہ ﷺ کے ایک بطل جلیل تھے، آپ نے تبلیغ دین اور وسعت مسلک اعلیٰ حضرت کے لیے تادم زیست کوششیں کی، آپ نے تقریر، تدریس وتصنیف کے ذریعہ خلق خدا کی رہنمائی فرمائی، آپ کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں، آپ کے خلفا ومریدین لاکھوں کی تعداد میں فروغ واشاعت مسلک اعلیٰ حضرت میں عامل کار ہیں، آپ اپنے وقت کے عالم اسلام کے قاضی القضات تھے، آپ وقت کے جید علما ومحدثین کے معلم ومرشد ہیں، آپ کی ذات گرامی سے وقت کے بڑے بڑے علمائے کرام ومحدثین عظام نے اکتساب فیض کیا، آپ ہمیشہ امور دینیہ میں مشغول رہتے، آپ اپنے وقت کے اتنے بڑے مفتی، محقق، مدبر، مفسر، فقیہ ومعلم تھے کہ اس دور میں آپ کا ثانی نظر نہیں آتا۔

حضور تاج الشریعہ کی چھ اولاد ہیں جن میں پانچ صاحب زادیاں اور ایک صاحب زادہ حضور عسجد میاں ہیں، حضور عسجد میاں کی پیدائش باسعادت 14/شعبان المعظم 1390ھ بمطابق 1970ء عیسوی محلہ خواجہ قطب بریلی شریف میں ہوئی، آپ حضور تاج الشریعہ کے ایک لوتے صاحب زادے ہیں، آپ کی ولادت باسعادت سے حضور تاج الشریعہ اور حضور مفتی اعظم ہند فرط مسرت وشادمانی سے پر ہو گئے، حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان نے نوزائیدہ کے دہن مبارک میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور داخل سلسلہ فرمایا، حضور مفتی اعظم نے آپ کا اسم مبارک محمد تجویز فرمایا، اسی نام پر شاندار وعالیشان عقیقہ ہوا، پکارنے کے لئے منور رضا محامد رکھا گیا اور عرفی نام عسجد رضا ہے، حضور مفتی اعظم کی دعاؤں اور حضور تاج الشریعہ کی تربیت کے سبب آپ وقت کے جید مفتی اور باصلاحیت قائد ہوئے۔

بسملہ خوانی حضور مفتی اعظم نے کرائی، ابتدائی تعلیم والد ماجد اور والدہ ماجدہ نے دی، بعد شعور وبلوغ آپ کا داخلہ اسلامیہ انٹر کالج میں ہوا جس میں آپ نے انٹر تک عصری تعلیم حاصل کی، عالمیت کی اکثر کتب کا درس حضرت، مولانا نظام الدین، حضرت مفتی ناظم علی بارہ بنکوی، حضرت مفتی مظفر حسین، حضور تاج الشریعہ اور حضور صدر العلما وغیرہ نے دی، فضیلت اور فقہ وافتا کی کتب بخاری شریف، طحاوی شریف، الاشباہ والنظائر، مقامات حریری، اجلی الاعلام، عقود رسم المفتی، فواتح الرحموت وغیرہ کا درس آپ کے والد گرامی حضور تاج الشریعہ نے دیا۔

۲۰۰۱ء میں عرس رضوی کے مبارک موقع پر جامعۃ الرضا کے وسیع وعریض میدان میں محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری

* مضمون نگار جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ کے طالب علم ہیں۔

نے ختم بخاری کرایا اور بے شمار علما و مشائخ کی موجودگی میں دستار فضیلت باندھی گئی۔

اس کے دو سال بعد آپ شہزادۂ حضور تاج الشریعہ نے رضاعت کے متعلق فتویٰ تحریر فرمایا جس کی تصدیق حضور تاج الشریعہ، قاضی شہر بریلی حضرت علامہ مفتی قاضی محمد عبد الرحیم بستوی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی ناظم علی بارہ بنکوی، مفتی مظفر حسین رضوی، مفتی عبد الرحیم نشتر فاروقی، مولانا محمد یونس رضا وغیرہ اکابر اہل سنت و الجماعت نے کی، یہ آپ کا پہلا فتویٰ تھا جس کے باعث والد گرامی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ فرحت و مسرت میں غرق ہو گئے اور شیرنی تقسیم کروائی۔

آپ کی علمی صلاحیت و قابلیت سے واقفیت کے بعد آپ کی تدریسی لیاقت کا تخمینہ کرنے کے لیے آپ کے والد گرامی آپ کو جامعۃ الرضا لے گئے، جہاں آپ نے جماعت خامسہ کو مشکوٰۃ شریف کا ایک تحقیقی درس دیا جس درس کو طلبائے کرام آج بھی یاد کرتے ہیں، آپ کی تدریسی صلاحیت دیکھ کر آپ کے والد ماجد بہت خوش ہوئے اور آپ کو داد و تحسین سے نوازا۔

آپ عاجزی و انکساری اور بہت صلاحیتوں کے حامل، خوش طبیعت اور صالح فکر کے مرد مجاہد ہیں آپ کی تمام علمی لیاقت و صلاحیت کو دیکھنے کے بعد حضور تاج الشریعہ نے اپنی تمام اجازت و خلافت جو انھیں مشائخ عظام اور حضور مفتی اعظم سے ملی تھیں آپ کو تفویض فرمائی۔

آپ کے والد گرامی نے تعلیم و تدریس اور تقویٰ و روحانیت کو بیدار کرنے کے ساتھ ساتھ قائدانہ صلاحیت کو بھی بیدار کیا، حضور تاج الشریعہ نے آپ کو اوّلاً آل انڈیا جماعت رضائے مصطفےٰ کا صدر بنایا، آپ نے اس عہدے کو بحسن و خوبی انجام دیا جس کے باعث حضور تاج الشریعہ نے آپ کو مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا کا ناظم مقرر کیا، آپ نے اسے بھی عمدگی سے انجام دیا، قاضی بریلی مفتی محمد عبد الرحیم بستوی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر ملال کے بعد آپ ہی بریلی شریف کے قاضی کے منصب رفعت پر براجمان ہوئے، اس کے علاوہ آپ شرعی کونسل آف انڈیا، مرکزی دار القضا، امام احمد رضا ٹرسٹ وغیرہ کے صدر ہوئے، جسے آپ آج تک بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں، اس کے علاوہ آپ متعدد تحریک کے سرپرست ہیں۔

جب لاکھوں دلوں کی راحت، آنکھوں کا نور، ایک سچے اور پکے نائب نبی اور حضور قائد ملت کے والد گرامی حضور تاج الشریعہ کروڑ ہا لوگوں کی آنکھوں کو اشک بار کرتے ہوئے اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گئے تو حضور تاج الشریعہ کی نماز جنازہ پڑھانے کا شرف بھی آپ کو ملا، محبین و عاشقین کے تاریخی ازدحام میں آپ نے نماز جنازہ پڑھائی پھر مجدد وقت اعلیٰ حضرت کی تربت انور کے قریب ازہری گیسٹ ہاؤس میں آپ کے والد گرامی مدفون ہوئے۔

حضور تاج الشریعہ کے وصات کے بعد یہ فکر لاحق ہوئی کہ اب قاضی القضات فی الہند کون؟ کچھ عرصے بعد بہت بحث و گفتگو اور کثیر استخارہ کے بعد شرعی کونسل کے سیمینار کے موقعہ پر متعدد جید علمائے کرام اور محدثین عظام کی موجودگی میں آپ کو قاضی القضات فی الہند (Chief Justice of India) کے مسند مرجان پر فائز کیا گیا، جسے آپ آج تک بطریق دین مصطفےٰ ﷺ اعلیٰ طور پر انجام دے رہے ہیں، کچھ عرصے بعد جب یوپی حکومت نے وندے ماترم کا مسئلہ چھیڑا کیا اور مسلمانوں کو پڑھنے کے لئے مجبور کیا، اس ساعت تشدد میں وقت کے بڑے بڑے علما حیلہ و تدبیر کا سہارا لے رہے تھے اور حکومت سے خوف زدہ ہو کر بہت سے علما ساکت و جامد تھے، اس ساعت صعوبت میں آپ نے حضور اعلیٰ حضرت کی روش پر چلتے ہوئے اور مفتی اعظم ہند کی پیروی کرتے ہوئے علی الاعلان فرمایا کہ وندے ماترم مسلمانوں کے لیے جائز نہیں، اس طرح آپ نے شرک و بدعت کے مرتکب ہونے سے مسلمانوں کی حفاظت فرمائی۔

تحریک لبیک یا رسول اللہ کے بانی مناظر اہل سنت ڈاکٹر محمد آصف جلالی صاحب قبلہ کا حضرت فاطمہ طاہرہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر خطائے اجتہادی کا مسئلہ زیر بحث ہوا تو عالم اسلام میں انتشار و اختلاف برپا ہونے لگا اور علما و عوام دو حصوں میں تقسیم

ہو گئے، کوئی کہتا کہ جلالی صاحب توبہ کریں، کوئی ان کے صادق وراست گو ہونے کا حکم دیتا لیکن اکثریت اس حکم پر متفق تھی کہ جلالی صاحب توبہ وتجدید ایمان کریں اور اس اکثریت میں بڑے بڑے عبقری علمائے کرام بھی شامل تھے، تمام سمت سے اختلافات کی آندھیاں اٹھ رہی تھیں، رات کی تاریکیوں میں اہل سنت و الجماعت منتشر ہو رہا تھا، اس وقت نزع میں مرکز اہل سنت بریلی شریف سے قاضی القضات فی الہند نے جلالی صاحب کی تائید میں فیصلہ صادر فرمایا، آپ کے اس حکم نے شب ظلمات کو روز روشن میں تحلیل کر دیا، علما وعوام اور تمام سنیوں کو بہت بڑے انتشار سے بچا لیا، پھر ملک اور بیرون ملک کے جید علمائے کرام نے اس حکم کی تائید کی اور مرکز اہل سنت کے حکم کے ساتھ ہو گئے، اس واقعہ سے اس کا بھی علم ہوتا ہے کہ بریلی شریف نام نہاد مرکز نہیں بلکہ دنیائے اہل سنت والجماعت اسے قلب وجگر سے مرکز مانتی ہے اور جانشین حضور تاج الشریعہ قائد ملت حضرت مفتی عسجد رضا خاں قادری بریلوی مدظلہ العالی کو قاضی تسلیم کرتی ہے۔

حضور قائد ملت ذہین وفطین اور اعلیٰ علمی شخصیات میں سے ایک ہیں، آپ ملک اور بیرون ملک کے تبلیغی دورے میں بکثرت مشغول رہتے ہیں، حافظ احسان رضا قادری آپ سے اپنی ایک ملاقات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جانشین حضور تاج الشریعہ، حضور قائد ملت، حضرت مفتی عسجد رضا خاں قادری صاحب حفظہ اللہ سے ملاقات کا شرف پایا، تقریباً 90 منٹ تک کئی موضوع پر گفتگو ہوئی اور ایک مسئلہ جس کو سمجھنے کی مجھے کافی عرصے سے جستجو تھی، حضرت نے قریب 10 سیکنڈ میں حل فرما دیا۔"

یہ حضور قائد ملت کے علم وہنر کے کچھ قطرات ہیں، آپ علم وہنر سے بہرہ ور کیوں نہ ہوں جب جد امجد مجدد وقت اور حجۃ الاسلام ہوں، بسملہ خوانی وقت کے مفتی اعظم نے کرائی ہو اور تعلیم وتربیت تاج الشریعہ وصدر العلما نے دی ہو تو بیٹا قائد ملت ہی بنے گا، آپ کے زہد وتقویٰ اور علم وہنر کا اندازہ امیر المومنین فی الحدیث، ممتاز الفقہا، سلطان الاساتذہ، حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ حفظہ اللہ کے اس قول زرّیں سے لگایا جا سکتا ہے، آپ فرماتے ہیں:

"اگر ان محسنین متقین راہ خدا جن کا ذکر کیا گیا ہے، ان کی راہ پر اگر اس زمانے میں کوئی راہرو ہے تو باخدا وہ علامہ عسجد رضا قادری ہیں۔"

قائد ملت وہ شخصیت ہیں جس کے متعلق والد گرامی نے اپنی حیات ظاہری میں ہی فرما دیا تھا کہ "میں آپ کو اپنے بچے عسجد میاں کے سپرد کرتا ہوں، میں آپ لوگوں سے کہتا ہوں کہ آپ ان سے اپنا رابطہ مستحکم کریں" آپ پارسائی و بزرگی اور حسن و جمال میں عکس تاج الشریعہ نظر آتے ہیں، آپ کی تقریر برقبار سے فاروقی لہجہ یاد آتا ہے، آپ کی روے روشن میں لوگ حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا کو دیکھتے ہیں، آپ کے تقویٰ وطہارت میں لوگ مفتی اعظم کو تلاش کرتے ہیں، کثیر تعداد میں لوگ آپ کے حسن وجمال میں محو ہو کر مشرف بہ اسلام ہوتے ہوئے شب ظلمات سے صبح روشن کی طرف گامزن ہوئے، کثیر تعداد میں عوام اہل سنت آپ کے دست بابرکت پر بیعت ہو کر سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ میں داخل ہوتے ہیں، ملک اور بیرون ملک میں وسعت دین اور حفاظت ناموسِ رسالت کے لیے آپ کے تبلیغی دورے ہوتے رہتے ہیں، آپ کشائش سنیت اور کشادگی مسلک اعلیٰ حضرت کے مشاغل میں روز وشب مشغول ومجہود رہتے ہیں۔ ؎

یا خدا عسجد رضا کو عالم اسلام میں
رکھ چمکتا ہر گھڑی اپنی رضا کے واسطے

مسلک احمد رضا کے باغیوں سے دور رکھ
شیر حق اچھے میاں عسجد رضا کے واسطے

اللہ عزوجل جانشین حضور تاج الشریعہ قاضی القضات فی الہند حضرت علامہ مفتی عسجد رضا خان قادری نوری بریلوی مدظلہ العالی کو تمام شر وفتن سے محفوظ فرمائے، آپ کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے، مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت میں خوب خوب ترقی عطا فرمائے، تمام مخالفین کی بدنظری سے آپ کی حفاظت فرمائے اور آپ کو سلامت ومحفوظ رکھے، آمین بجاہ النبی الامین۔

◆◆◆

دسویں قسط

(از: مولانا محمد زاہد علی مرکزی *

بھارتی مسلمانوں کا ۷۵ رسالہ دردناک سفر

احوال وطن

گزشتہ سے پیوستہ

2002ء 28 رفروری تا 6 مارچ: گجرات 89٪ ہندو، 9٪ مسلمان وزیر اعلیٰ گجرات: نریندر مودی، بی جے پی، اکتوبر 2001ء ریاست گجرات نے ہندوستانی تاریخ میں بڑے پیمانے پر تشدد کے بدترین واقعات میں سے ایک کا مشاہدہ کیا، جب کہ سرکاری رپورٹس میں تقریباً 850 اموات کی اطلاع دی گئی ہے، امکان ہے کہ دو ہزار سے زیادہ لوگ، جن میں زیادہ تر مسلمان تھے، اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے، جسے ہندوستان میں "پہلا ریاستی زیر قیادت قتل عام" کہا جاتا ہے، ان واقعات سے متعلق ہر رپورٹ نے اشارہ کیا کہ فسادات کی منصوبہ بندی اور سرپرستی بی جے پی کی زیر قیادت گجرات انتظامیہ اور اس کے وزیر اعلیٰ نریندر مودی نے کی۔ تشدد سے پہلے احمد آباد اور ریاست کے دیگر شہروں اور دیہاتوں میں مسلمانوں کے مکانات اور دکانوں کی نشاندہی کرنے کی ٹھوس کوششیں کی گئیں۔ یہ تشدد 27 فروری کو گودھرا (گجرات) میں ہندو یاتریوں اور کارسیوکوں کو لے جانے والی ٹرین پر حملے سے ہوا جو ایودھیا (اتر پردیش) سے واپس آرہے تھے جہاں انہوں نے بابری مسجد کی شہادت کے بعد بابری مسجد کی جگہ رام مندر کی تعمیر کی مہم کی حمایت کی تھی۔

ان کارسیوکوں پر یہ الزام تھا کہ انہوں نے مسلم مسافروں کو ہراساں کیا اور انھیں "جئے شری رام" کا نعرہ لگانے پر مجبور کیا، اسی بنا پر مسلم اسٹیشن وینڈرز نے انہیں ناشتہ دینے سے اس وقت انکار کر دیا، جب کارسیوکوں نے ایک مسلم خاتون کو زبردستی ٹرین میں گھسیٹ لیا، اسی موقع پر ایک مسافر نے زنجیر کھینچ لی، اس طرح گودھرا کے حساس مسلم علاقے میں ٹرین کو روک دیا، 500–2000 لوگوں کے ہجوم نے ٹرین کو گھیر لیا اور ویگنوں کو آگ لگا دی، جس میں 25 خواتین اور 14 بچوں سمیت 58 ہندو مارے گئے، شام تک لاشوں کو ایک عوامی تقریب کے لیے احمد آباد پہنچا دیا گیا تھا۔ وی ایچ پی نے، بی جے پی انتظامیہ کی حمایت کے ساتھ، بعد میں 28 فروری کو گجرات میں ریاست گیر بند (ہڑتال) کی کال دی، تشدد اسی دن شروع ہوا۔ وی ایچ پی، بجرنگ دل، آر ایس ایس اور بی جے پی کے کارکنوں کا مسلح ہجوم، کچھ یونیفارم (خاکی شارٹس اور زعفرانی اسکارف) پہنے ہوئے، مسلم علاقوں میں ٹرک کے ذریعے پہنچے، جس نے ملیشیا جیسی درستگی کے ساتھ مسلم گھرانوں کو نشانہ بنایا۔

انہوں نے احمد آباد میونسپل کارپوریشن کی ووٹر لسٹوں کا استعمال مسلمانوں کے گھروں کی شناخت کے لیے کیا۔ مسلم کمیونٹی کو امداد نہ دینے کے احکامات موصول ہونے کے بعد پولیس نے مداخلت کرنے سے انکار کر دیا، درحقیقت پولیس اہلکاروں نے کچھ حملوں میں حصہ لیا اور ہندو مجرموں کے ساتھ مل کر سرگرمیوں کا حصہ رہے، ریاست گجرات میں پولیس کی گولی سے ایک سو چوراسی افراد ہلاک ہوئے۔ احمد آباد میں 252 لوگوں کی موت ہوئی۔ سب سے زیادہ ہلاکتیں نرودا پاٹیا اور گلمرگ سوسائٹی کے علاقوں میں ہوئیں۔ نرودا پاٹیا میں 65 لوگوں کو 5000 کے مضبوط ہجوم نے مار پیٹ اور عصمت دری کے بعد زندہ جلا دیا، گلمرگ سوسائٹی میں سابق مسلم ایم پی احسان جعفری کے گھر میں پناہ لینے والے 250 افراد کو 20,000 کے ہجوم نے نشانہ بنایا۔ جعفری سمیت ستر افراد کو قتل کر دیا گیا، انتظامیہ کو لاتعداد کالز کے باوجود کوئی مدد حاصل نہ ہوئی، انھیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے زندہ جلا دیا گیا، پوری ریاست گجرات تشدد سے لرز اٹھی، اس کے چوبیس میں سے سولہ اضلاع متاثر ہوئے، یہ تشدد پھر دیہی علاقوں میں پھیل گیا جہاں

* مضمون نگار تحریک علمائے بندیل کھنڈ کے چیئرمین ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق 1,200 گاؤں کو نشانہ بنایا گیا۔

آدیواسیوں نے مسلمانوں کے خلاف حملوں میں اس بڑے پیمانے پر حصہ لیا جس کا پہلے کبھی مشاہدہ نہیں کیا گیا تھا۔ بڑودہ شہر میں یکم مارچ کو مسلمانوں کی ایک بیسٹ بیکری میں چودہ افراد کو زندہ جلا دیا گیا۔ ضلع پنچمحل میں دو سو اڑتالیس، ضلع داہود میں 54، مہسانہ میں مزید 57، کھیڑا ضلع میں 30، سابر کانٹھا ضلع میں 28 اور دیگر اضلاع میں بہت سے لوگوں کی موتیں ہوئیں۔ پانچ سو ستائیس مساجد، مدارس، درگاہیں اور قبرستان تباہ ہوئے، تشدد نے اپنے پیچھے 100,000 ایک لاکھ پناہ گزینوں کو چھوڑا، جن میں 10,000 ہندو بھی شامل تھے، جنسی تشدد کا استعمال بے مثال پیمانے پر کیا گیا، خواتین کے ساتھ اجتماعی عصمت دری کی گئی اور حاملہ خواتین کے حمل ضائع کیے گئے (بلکہ پیٹ چاک کر کے بچہ نکال کر ترشول اور تلواروں میں لہرایا گیا) آنتیں اتار دی گئیں۔ فسادات میں عیسائیوں کو بھی نشانہ بنایا گیا۔ تشدد کے واقعات اپریل 2002 کے آخر تک جاری رہے۔ 24 ستمبر کو گاندھی نگر (گجرات) میں، فروری اور مارچ کے مہینوں میں مسلمانوں کے خلاف کیے گئے جرائم کا بدلہ لینے کے لیے اکشر دھام کے ہندو مندر میں AK-56 سے مسلح دو افراد نے 28 افراد کو قتل کر دیا۔

ان واقعات کو رونما ہونے کے تقریباً دس سال بعد بھی بھارت میں بڑے پیمانے پر تشدد کی سب سے ڈرامائی اقساط میں سے ایک کو بھڑکانے والے اب بھی سلاخوں کے پیچھے نہیں ہیں، اگرچہ قصورواروں کے چہرے معروف ہیں (اخباری شواہد) لیکن انصاف میں بار بار تاخیر ہوتی رہی ہے، گجرات کی ریاستی مشینری پر ہندوتوا طاقتوں کی گرفت تاخیر کی ایک معقول وضاحت ہے۔ 2008 میں، نریندر مودی کی ریاستی حکومت کی طرف سے مقرر کردہ شاہ، ناناوتی کمیشن نے اپنی رپورٹ پیش کی، جس نے بڑے پیمانے پر گجرات کی انتظامیہ کو بری کر دیا، تاہم بہت سی ہندوستانی شخصیات اور این جی اوز کی طرف سے کمیشن کے طریقوں کو چیلنج کیا گیا، کیونکہ وہ جزوی اور مطمئن دونوں تھے۔ اس لیے بھارتی سپریم کورٹ کو اپنی خصوصی تحقیقاتی ٹیم (SIT) قائم کرنے پر مجبور کیا گیا تا کہ بہت سے مقدمات کی دوبارہ تحقیقات کی جا سکیں، لیکن اس کا کام گجرات کے ریاستی آلات سے تعلق رکھنے والے عدالتی اور پولیس افسران کے تعاون پر بہت زیادہ منحصر رہا۔

دسمبر 2010 میں ایک رپورٹ پیش کی گئی تھی: جمع کیا گیا مواد مودی انتظامیہ کے خلاف قانونی کارروائی کا جواز پیش کرنے کے لیے کافی ثابت نہیں ہوا، اب تک، ہندوستانی عدالت انصاف کی طرف سے صرف چند فسادات کے مقدمات چلائے گئے ہیں، کم وبیش کامیابی کے ساتھ۔

دی بیسٹ بیکری کیس: مارچ 2003 میں، گجرات کی ایک عدالت نے بیسٹ بیکری کے اسٹیبلشمنٹ کو جلانے سے متعلق کیس کی سماعت کی جس میں 14 افراد (12 مسلمانوں سمیت) اپنی جانیں گنوا بیٹھے تھے، تاہم مقدمے کی سماعت مختصر کر دی گئی، جب ایک اہم گواہ جس کے خاندان کے افراد حملے کے دوران مارے گئے تھے، نے بالآخر اپنی گواہی واپس لے لی (شاید دباؤ میں اور دھمکی کے تحت) 21 ملزمان کو بری کر دیا گیا، یہ مقدمہ ریاست کے نظام انصاف کی پیچیدگی اور جانبداری کی علامت ہے۔ یہ تفتیش درحقیقت اسی پولیس فورس نے کی تھی جس کی حملے کے دوران غیر فعال ہونے کا مسئلہ تھا۔ کیس کو بالآخر 2004 میں دوبارہ کھولا گیا اور دوبارہ تفتیش کی گئی۔ ممبئی کی ایک عدالت نے 2006 میں اس پر دوبارہ مقدمہ چلایا: نو ملزمان کو قتل کا مجرم قرار دیا گیا اور انہیں عمر قید کی سزا سنائی گئی، گودھرا ٹرین جلانے کا واقعہ (ہندو متاثرین کے ساتھ): بہت سے تنازعات کے بعد (شاہ ناناوتی کمیشن نے دعویٰ کیا کہ آتش زنی کی منصوبہ بندی مسلم مجرموں نے کی تھی، جبکہ سپریم کورٹ کے سابق جج یو سی بنرجی کی سربراہی میں ایک کمیٹی نے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ یہ محض ایک حادثہ تھا) ایک خصوصی عدالت نے فروری 2011 میں 31 ملزمان کو مجرم قرار دیا (11 کو سزائے موت، 20 کو عمر قید) اور 63 دیگر (بشمول مرکزی ملزمان) کو بری کر دیا۔

سردا پورہ قتل عام: نومبر 2011 میں، گجرات کی ایک خصوصی عدالت نے یکم مارچ 2002ء کو سردا پورہ (ضلع مہسانہ)

کے گاؤں میں 33 افراد کے قتل کے الزام میں 31 افراد کو عمر قید کی سزا سنائی۔ متاثرین کو ایک کمرے میں بند کر کے جلا دیا گیا تھا، حملہ آوروں کے ہجوم کے ہاتھوں موت اگرچہ ثبوتوں کی کمی کی وجہ سے بیالیس ملزمان کو بری کر دیا گیا، لیکن یہ پہلا موقع تھا جب گجرات میں منعقد ہونے والے مقدمے میں 2002 کے واقعات کے لیے لوگوں کو کامیابی سے سزا سنائی گئی۔

(Communalism Combat 03–04/2002)(Concerned Citizens Tribunal 2002) (Human Rights Watch 2002) (Outlook 18/03/2002) (Engineer 2003b) (Jaffrelot 2003a) (Mann 2005: 484) (Tehelka 03/11/2007) (Jaffrelot 2011) (India Today 10/11)

گجرات فساد میں اب تک کیا ہوا؟ 4 جولائی 2022ء کو بی بی سی سے ماخوذ رپورٹ

(1) گودھرا..... اس معاملے میں ہزاروں صفحات کی کل 26 چارج شیٹ داخل کی گئیں۔ اس معاملے میں 34 لوگوں کو مجرم قرار دیا گیا جب کہ 67 لوگوں کو بری کر دیا گیا، بری کیے جانے والے 67 افراد میں سے تین کی موت ہو چکی ہے۔ گجرات ہائی کورٹ میں کل 13 اپیلیں دائر کی گئی تھیں جن میں سے دو اپیلیں نمٹا دی گئی ہیں جبکہ باقی تمام اپیلیں زیر التوا ہیں، بی بی سی گجراتی سے بات کرتے ہوئے اس کیس میں شامل ایک وکیل رولا من اکیلا نے کہا کہ اس کیس میں 10 افراد اس وقت جیل میں عمر قید کی سزا کاٹ رہے ہیں جبکہ کچھ لوگ ضمانت پر رہا ہیں۔

(2) سردار پورہ سردار پورہ شمالی گجرات کے پٹن ضلع کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے، پٹن ضلع کے سردار پورہ گاؤں میں مسلمانوں کی تین الگ الگ بستیاں تھیں، ان تینوں بستیوں پر یکم مارچ سنہ 2002ء کی رات ہجوم نے حملہ کیا۔ بھیڑ کے خوف سے 33 لوگوں نے ایک گھر میں پناہ لی۔ ہجوم نے اس گھر کا سراغ لگایا اور اس گھر میں بجلی کے ایک ننگے تار سے کرنٹ دوڑا دیا جس میں 29 افراد کی جائے حادثہ پر ہی موت ہو گئی، ہجوم نے گاؤں کی تمام سڑکیں بند کر دیں تا کہ مسلم کمیونٹی کے لوگوں کو اپنی جان بچانے کا موقع نہ ملے۔ سپریم کورٹ کی جانب سے ایس آئی ٹی کی تشکیل سے قبل مقامی پولیس نے اس معاملے میں 54 لوگوں کو گرفتار کیا تھا اور ان کے خلاف چارج شیٹ بھی داخل کی گئی تھی۔

جب ایس آئی ٹی نے تحقیقات سنبھالی تو تین اور چارج شیٹ داخل کی گئیں اور 22 لوگوں کو گرفتار کیا گیا۔ ان 76 افراد میں سے 31 ر کو عدالت میں سزا سنائی گئی جب کہ ایک نابالغ سمیت 43 ر کو بری کر دیا گیا، 76 ملزمان میں سے دو مقدمے کی سماعت کے دوران فوت ہو گئے، قصورواروں نے گجرات ہائی کورٹ میں چار اپیلیں دائر کی تھیں اور ان سبھی کو جنوری 2012 میں نمٹا دیا گیا تھا۔

اس معاملے میں سپریم کورٹ میں تین اپیلیں دائر کی گئیں اور یہ تمام اپیلیں زیر التوا ہیں۔ دی وائر کی ایک رپورٹ کے مطابق اس قتل عام میں دو سرکردہ افراد سرپنچ کچرا بھائی پٹیل اور سابق سرپنچ کنو بھائی پٹیل ملوث تھے اور ان دونوں کا مبینہ طور پر بی جے پی سے تعلق تھا، سپریم کورٹ نے سنہ 2003 میں فسادات کے دیگر مقدمات کے ساتھ مقدمے کی سماعت پر روک لگا دی تھی اور 2008 میں کیس کو ایس آئی ٹی کے حوالے کر دیا گیا تھا، کیس کا فیصلہ نومبر 2011 میں آیا، اس معاملے میں 31 ملزمان کو قصوروار ٹھہرایا گیا جن میں سے 30 کا تعلق پاٹیدار برادری سے تھا۔

(4) اوڈ گاؤں آنند ضلع کے اوڈ گاؤں میں تین الگ الگ واقعات میں 27 مسلمان مارے گئے۔ تاہم صرف دو معاملوں میں ہی شکایت درج کی گئی اور ان دونوں معاملوں کی جانچ ایس آئی ٹی کو سونپی گئی۔ اوڈ گاؤں میں تشدد کا پہلا مقدمہ یکم مارچ سنہ 2002ء کو درج کیا گیا تھا۔ معلومات کے مطابق پیراولی بھاگول علاقے میں 23 افراد کو زندہ جلا دیا گیا تھا، لاشوں کو اس طرح جلایا گیا کہ مرنے والوں کی شناخت بھی نہ ہو سکی۔ پولیس صرف دو لوگوں کی شناخت کر سکی اور باقی کو لاپتہ قرار دیا گیا، رفیق محمد عبد الخلیفہ نامی شخص نے کھمبولج پولیس سٹیشن میں مقدمہ درج کرایا۔ تحقیقات کے دوران پولس نے 51 لوگوں کو گرفتار کیا اور کیس میں چارج شیٹ بھی داخل کی، ایس آئی ٹی نے 51 ملزمان میں سے 23 کو قصوروار ٹھہرایا اور 23 ر کو بری کر دیا گیا، مقدمے کی سماعت کے دوران تین ملزمان کی موت ہو گئی۔ بقیہ ص ۱۶ ر پر

تیسری قسط

(از: مفتی ڈاکٹر ساحل سہسرامی*

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نسوانیات

گزشتہ سے پیوستہ

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ عقد مبارک ماہ شوال ۵۴ھ کی ۲۷ یا ۲۸ تاریخ کو ہوا تھا اور دیگر امہات المومنین کی طرح آپ کا مہر بھی پانچ سو درہم تھا، حضور آپ کی دانش مندی اور فقاہت کی بہت قدر فرماتے اور آپ بھی حضور سے بے پناہ محبت فرماتیں، حضور کا موئے مبارک بہت سنبھال کر رکھا تھا، حضرت عثمان بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ہم حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو ہمیں انہوں نے حضور ﷺ کے موئے مبارک کی زیارت کرائی، وہ سرخ رنگ اور کثم میں رنگا ہوا تھا، خود سائل تھیں لیکن حضور کی اقتدا میں زاہدانہ زندگی بسر فرمائی، حضور نے ساری امہات المومنین کے نام ایک ایک اونٹنی خاص فرما دی تھی جو ان کی معیشت اور سفر دونوں کے کام آتی، اس کا دودھ کاشانۂ نبوت کی غذا تھی۔

حضرت ام سلمہ کی اونٹنی کا نام قریش تھا، طائف میں ام المومنین کے باغات تھے جو والد ماجد کی جانب سے ورثہ میں ملے تھے، ان کی سالانہ آمدنی، پھل اور شہد آپ کے پاس آتے، شہد آپ کو بہت مرغوب تھا، اسے بچا بچا کر حضور کے لئے رکھتیں، ام المومنین حضرت ام سلمہ کی خود کی سات اونٹنیاں تھیں جنہیں چرانے کے لئے کبھی الجمار لے جاتا اور کبھی اُحد کے دامن میں اور شام کو انہیں واپس لاتا، مقام ذوالجدر میں جو آپ کی اونٹنیاں تھیں ان کا دودھ رات میں لایا جاتا اور نحایہ کی اونٹنیوں کو دودھ بھی رات میں ہوتا، ام المومنین ام سلمہ فرماتی ہیں کہ ہمارا زیادہ تر کھانا اونٹ اور بھیڑ پر ہی مشتمل ہوتا، ان تمام وسائل کے باوجود آپ نے زاہدانہ زندگی بسر فرمائی، اپنے غلام حضرت سفینہ کو حضور کی تاحیات خدمت کی شرط پر آزاد فرمایا۔ (مسند احمد ۷، ۴۵۰، حدیث ۲۶۱۷۱)

ہفتہ میں تین دن پیر، جمعرات اور جمعہ کو روزہ رہتیں، حضرت ام سلمہ سے ہونے والی ساری اولادوں کی پرورش کرتیں اور اپنا مال خوش دلی اور فراخی کے ساتھ ان پر خرچ کرتیں، ایک مرتبہ ام المومنین ام سلمہ ایک بار ہار زیب گلو فرمایا جس میں سونے کی دھاریاں تھیں، حضور نے اسے ملاحظہ فرمایا تو مجھ سے اعراض کرتے ہوئے فرمایا: تمہیں کس چیز نے اس بات سے بے خوف کر دیا ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ تمہیں قیامت کے دن اس کی جگہ آگ دھاریاں پہنائے، ام المومنین فرماتی ہیں: میں نے وہ ہار فوراً اتار دیا۔

(مسند احمد ۷، ۴۵۴، حدیث ۲۶۱۹۵، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

متعدد غزوات میں شرکت فرمائی، زرقانی میں ہے کہ جنگ طائف میں دو امہات المومنین حضور ام سلمہ اور حضرت زینب بنت جحش حضور کے ساتھ تھیں۔ (سیرۃ المصطفیٰ، ص ۳۴۷)

غزوۂ خندق میں حضور سے بہت قریب تھیں کہ آپ کے ارشاد مبارک: اللھم لاخیر الاخیر الآخرۃ: فاغفر الانصار والمھاجرۃ کو بنفس نفیس سماعت فرمایا، بہت ہی صائب الرائے عاملہ و فہیمہ اور فقیہ تھیں، امام الحرمین کا بیان ہے کہ میں حضرت ام سلمہ کے سوا کسی خاتون کو نہیں جانتا کہ اس کی رائے ہمیشہ درست ثابت ہوئی ہو، صلح حدیبیہ کے موقع سے ام المومنین حضرت ام سلمہ کی اصابت رائے بہت بڑی دینی اور سماجی مشکل حل فرما دی، صلح حدیبیہ مسلمانوں کے لئے بہت بڑی آزمائش تھی، وہ عمرہ کئے بغیر مدینہ طیبہ لوٹ جاتے اپنی سخت توہین محسوس کرتے تھے، جب حضور اقدس ﷺ نے حکم فرمایا کہ سب اپنی اپنی قربانیاں کر کے اپنے احرام کھول دیں اور بغیر عمرہ کئے مدینہ طیبہ لوٹ جائیں کیوں کہ اس شرط پر صلح حدیبیہ ہوئی ہے تو حضرات صحابہ

اس قدر رنج وغم میں تھے کہ کوئی بھی اس وقت قربانی پے آمادہ نہ ہوا، یہ حضور کے لئے اور حضرات صحابہ کے لئے انتہائی نازک مرحلہ تھا، اللہ کا مقدس رسول انہیں حکم فرما رہا ہے اور وہ پوری زندگی میں پہلی بار توقف کر رہے ہیں۔

اس نازک ترین مرحلہ پر اللہ کے رسول ﷺ کو ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یاد آئیں، آپ ان کے خیمے میں تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا: لوگ ہلاک ہو گئے، میں انہیں حکم دے رہا ہوں اور وہ اس کی تعمیل نہیں کر رہے، فہیمہ عاقلہ فقیہ ام المومنین نے نہایت اصابت فکری کے ساتھ حضور کو مشورہ دیا: یارسول اللہ! آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیں اور خود اپنی قربانی کر کے احرام اتار دیں، جب لوگ آپ کو ایسا کرتا دیکھیں گے تو انہیں یقین ہو جائے گا کہ یہ خدائی فیصلہ ہے، اس میں تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں تو آپ کی اقتدا میں وہ حلق کرانے میں تامل نہ کریں گے، چنانچہ حضور نے حلق کرایا اور آپ کو حلق کراتے دیکھ سارے صحابہ نے حلق کرایا، قربانی کی اور احرام کھول دیا، یوں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اصابت رائے ایک بہت بڑی مشکل ٹال دی۔ (سیرۃ المصطفیٰ، ص ۴۹۷)

غزوۂ مکہ کے وقت مرّ الظہران میں اپنے چچا زاد بھائی ابو سفیان بن حارث اور ام سلمہ کے سوتیلے بھائی عبد اللہ بن امیہ کو بھی حضور نے حضرت ام سلمہ کی سفارش پر معاف فرما دیا تھا جو بعد میں چل کر اسلام کے لئے بہت مفید اور حضور کے بڑے جاں نثار ثابت ہوئے۔ (سیرۃ المصطفیٰ ص ۳۱۹/زرقانی، ج ۲/ ۳۰۲)

ام المومنین حضرت ام سلمہ فقہ وحدیث میں بھی بہت عالی مرتب اور ممتاز تھیں، آپ سے ۳۷۸/احادیث مبارکہ مروی ہیں جس میں سے ۲۷۸/مسند امام احمد میں منقول ہیں، اجلّہ صحابہ نے آپ سے علم وفضل میں استفادہ فرمایا اور مشکل وقت اور مختلف فیہ مسائل میں آپ کی رائے اور روایت کہ مطابق فیصلہ فرمایا، مسند امام احمد میں منقول آپ کی مرویات کی تلخیص پیش کرتا ہوں تا کہ آپ کے علمی مرتبہ اور روایتی استناد سے کچھ اندازہ ہو سکے اور حدیث رسول کی جلوہ ریزیوں سے دل ونگاہ آشنا ہو جائیں۔ مسند امام احمد میں ام المومنین حضر ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرویات کو درج ذیل خانوں میں بانٹا جا سکتا ہے:

☆ وہ آیات جو آپ کی موجودگی یا آپ کی رائے کے مطابق نازل ہوئیں یا آپ نے ان کی تفسیر فرمائی۔ ☆ حضور اقدس ﷺ کی دعائیں اور خصائص۔ ☆ نسائی مسائل جو آپ کے ساتھ حضور نے بیان فرمائے۔ ☆ خود ام المومنین کے نکاح اور خصائص کی مرویات۔ ☆ آپ سے حضور کی حیات میں یا بعد حیات ظاہری دریافت ہونے والے مسائل وغیرہ۔

اسی ترتیب سے چند مرویات حاضر کرتا ہوں:

☆ نزول آیات وتفسیر: ☆ حضرت مجاہد سے منقول ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور سے عرض کی: یارسول اللہ، مرد غزوات میں شریک ہوتے ہیں اور ہم عورتیں نہیں؟ اور ہمیں میراث بھی نصف ملتی ہے؟ تو اسی وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

''ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علیٰ بعض۔ (النساء: ۳۲ — مسند احمد، ۷، ۴۵۴، حدیث ۲۶۱۹۶) اور اس کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی، مردوں کے لئے ان کی کمائی سے حصہ اور عورتوں کے لئے ان کی کمائی سے حصہ ہے اور اللہ سے اس کا فضل مانگو، بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔''

☆ آیت تطہیر کا نزول بھی آپ کے سامنے ہوا، حضرت ام المومنین سے روایتیں اس ذیل میں منقول ہیں، ایک جامع اور قدرے طویل حدیث پیش کرتا ہوں، چنانچہ حضرت ام المومنین فرماتی ہیں:

''حضور نبی کریم ﷺ ام المومنین حضرت ام سلمہ کے گھر میں تھے کہ حضرت فاطمہ زہراء ایک ہنڈیا لے کر آئیں جس میں خزیرہ تھا تو حضور نے حضرت خاتون جنت سے ارشاد فرمایا: اپنے شوہر اور دونوں بیٹیوں کو بلاؤ تو حضرت علی امام حسن، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم حاضر خدمت ہوئے اور بیٹھ کر وہ خزیرہ تناول فرمانے لگے، حضور اقدس ﷺ ایک چبوترے

پر تشریف فرما تھے جس پر خیبر کی بنی ہوئی ایک چادر بچھی ہوئی تھی اور آپ پر غنودگی کی کیفیت طاری تھی، ام المومنین فرماتی ہیں کہ میں کمرے میں نماز پڑھ رہی تھی کہ ناگاہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیر۔ (الاحزاب:۳۳) اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کردے۔''

ام المومنین فرماتی ہیں کہ پھر حضور نے چادر کا بقیہ حصہ لے کر ان سب پر ڈال دیا اور اپنا ہاتھ باہر نکال کر آسمان کی جانب اشارہ کر کے دعا فرمائی، اے اللہ! یہ میرے اہل بیت اور بڑے قریبی ہیں تو ان سے ہر ناپاکی دور کر کے انہیں خوب ستھرا فرمادے، یہ دعا دو بار فرمائی، ام المومنین ام سلمہ فرماتی ہیں: تو میں نے اپنا سر کمرے داخل کر کے عرض کی: یارسول اللہ! میں بھی تو آپ کے ساتھ ہوں؟ حضور نے فرمایا: تم بھی خیر پر ہو، تم بھی خیر پر ہو۔'' (مسند احمد ۷، ۴۱۵-۴۱۶، حدیث ۲۵۹۶۹)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک اور روایت ہے جس میں آپ نے اہل بیت ہونے کی صراحت ہے، اس مکرر دعا کے بعد ام المومنین حضرت ام سلمہ نے عرض کی:

''یارسول اللہ! یرالسنت من اھلك: بلیٰ فادخلی فی الکساء۔ یارسول اللہ! کیا میں آپ کے اہل بیت سے نہیں؟ حضور نے ارشاد فرمایا: کیوں نہیں تم بھی چادر میں داخل ہو جاؤ میں بھی نبی کی، اس دعا کے بعد چادر میں داخل ہوگئی۔'' (مسند احمد، ۷/ ۴۲۳/ حدیث ۲۶۰۱۰)

سورۂ احزاب کی آیت ۳۵ بھی آپ ہی کی ایک عرض پر نازل ہوئی، ام المومنین ام سلمہ فرماتی ہیں: میں نے حضور سے عرض کی کیا بات ہے کہ قرآن حکیم میں جس طرح مردوں کا تذکرہ ہوتا ہے، ہم عورتوں کا نہیں ہوتا؟ فرماتی ہیں: مجھے اس دن حضور کے منبر نبوی پر خطبہ نے خوف زدہ کر دیا، میں اپنے بال سلجھا رہی تھی تو میں نے اپنے بال سمیٹے پھر میں نکل کر اپنے ایک کمرے میں پہنچی اور اپنے کان اس سنے کی جانب لگا دیئے [جس پر ٹیک لگا کر حضور خطبہ دیتے تھے] حضور منبر کے پاس فرمارہے تھے: اے لوگو! اللہ تعالیٰ اپنی مقدس کتاب [قرآن حکیم] میں ارشاد فرماتا ہے:

''ان المسلمین والمسلمات والمومنین والمومنات والقانتین والقانتات والصادقین والصادقات والصابرین والصابرات والخاشعین والخاشعات والمتصدقین والمتصدقات والصائمین والصائمات والحافظین فروجھم والحافظات والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات اعد اللہ لھم مغفرۃ واجرا عظیما۔ (الاحزاب:۳۵) ترجمہ: بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے اور ایمان والیاں اور فرماں بردار اور فرماں برداریاں اور سچے اور سچیاں اور صبر والے اور صبر والیاں اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں اور روزے والے اور روزے والیاں اور اپنی پارسائی نگاہ رکھنے والے اور نگاہ رکھنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لئے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔''

(کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری)

.....جاری

جماعت رضائے مصطفیٰ

یہ اعلیٰ حضرت کی قائم فرمودہ ایک روشن تاریخ کی حامل جماعت ہے، جس کی نشاۃ ثانیہ حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز کے ہاتھوں ہوئی۔

برادران اہل سنت اپنے اپنے علاقے میں اس کی شاخیں قائم کریں، اس عظیم جماعت کے ممبر بنیں اور مرکز سے جڑ کر اپنی ملّی و مذہبی خدمات انجام دیں اور کامیابیوں سے ہمکنار رہوں۔

مزید معلومات کیلئے 7055078621 پر رابطہ کریں۔

تصنیف: امام فقیہ ابو اللیث نصر ابن محمد سمرقندی
ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

ستائیسویں قسط

ترغیبات

گزشتہ سے پیوستہ

اہل جنت کے لباس اور انگشتری کی کیفیت

...اور وہ ولی ستر حلے پہنے ہوگا اور ہر حلے کا رنگ ڈھنگ دوسرے سے الگ تھلگ ہوگا، اس کے ہاتھوں کی دسوں انگلیوں میں ایک ایک انگوٹھی پہنائی جائی گی۔

- ایک کے نگینہ پر کندہ ہوگا:

"سَلَامٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ۔ تم کو سلام بدلہ تمہارے صبر کا۔" [سورۂ رعد – ۲۴]

- اور دوسری پر لکھا ہوگا:

"اُدْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ۔ جنت میں داخل ہو جاؤ بہ سلامت، بامن وامان۔" [سورۂ حجر – ۴۶]

- اور تیسری پر مکتوب ہوگا:

"وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ۔ یہ جنت ہے جس کے تم وارث (یعنی مالک) کئے گئے بدلہ تمہارے نیک اعمال کا۔" [سورہ زخرف – ۷۲]

- اور چوتھی پر کندہ ہوگا:

"رُفِعَتْ عَنْكُمُ الْأَحْزَانُ وَالْهُمُومُ۔ تم سے تمہارے سب رنج وغم اٹھا دیئے گئے۔" (اب کوئی کڑھن اور گھٹن درپیش نہیں آئے گی)

- اور پانچویں پر لکھا ہوگا:

"أَلْبَسْنَاكُمُ الْحُلِيَّ وَالْحُلَلَ۔ ہم نے تمہیں (طرح طرح کے) زیورات اور حلہ جات پہنائے۔"

- اور چھٹی پر لکھا ہوگا:

"زَوَّجْنَاكُمُ الْحُورَ الْعِينَ۔ ہم نے بڑی بڑی خوشنما آنکھوں والی حسینائیں تمہاری زوجیت میں دیں۔"

- اور ساتویں پر لکھا ہوگا:

"فِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔ جنت میں وہ (وہ آشائش اور نعمتیں) ہیں جو نفسوں کو مرغوب ہوں گی اور جن سے آنکھیں لذت پائیں گی اور تم اس میں (مستقلاً) ہمیشہ رہو گے۔" [سورۂ زخرف – ۷۱]

- اور آٹھویں پر کندہ ہوگا:

"وافقتم النبيين والصديقين۔ تم نے انبیا علیہم السلام اور صدیقین کرام کی موافقت کی۔" (یعنی تم بڑے لائق تحسین ہو)

- اور نویں پر مکتوب ہوگا:

"صرتم شباباً ولا تهرمون۔ یعنی تم ایسے جوان ہو گئے ہو کہ اب تمہاری جوانی کبھی ڈھلے گی نہیں۔"

- اور دسویں انگشتری پر مکتوب ہوگا:

"سكنتم في جوار من لا يوذي الجيران۔ تمہیں سکونت ورہائش ملی ایسے کے پڑوس میں جو اپنے پڑوسیوں کو ایذا نہیں دیتا۔"

[ابن عباس کی یہ حدیث پوری ہوئی]

اُخروی عزتوں، نعمتوں کے حصول کی تدابیر

تنبیہ: (مصنف علیہ الرحمہ کہتے ہیں) جو بندہ چاہتا ہو کہ اسے آخرت میں یہ سب کرامتیں عزتیں ہاتھ آجائیں تو اس پر لازم ہے کہ (کم از کم) پانچ کاموں کی خوب پابندی کرے (اور ہمیشہ پابند رہے):

(۱) نفس کی مخالفت

پہلا کام یہ کہ اللہ تعالی کی جملہ نافرمانیوں سے اپنے نفس کو روکے تھامے رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

* مترجم جامعۃ الرضا بریلی شریف کے صدر مفتی اور شیخ الحدیث ہیں۔

"وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى ۝ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى۔
(ترجمہ) اور جس نے نفس کو خواہش سے روکا تو بے شک جنت ہی اس کا ٹھکانا ہے۔" [نازعات—۴۰،۴۱]

(۲) تھوڑے مال ومتاع پر قناعت

دوسرا کام: یہ کہ دنیا کے تھوڑے مال پر راضی رہے (ضرورت سے زیادہ کی حرص نہ کرے) کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے:

"ثَمَنُ الْجَنَّةِ تَرْكُ الدُّنْيَا۔ جنت کا دام ہے دنیا کا ترک۔" (یعنی فضول وزائد مال ومتاع سے اجتناب)

(۳) ثوابی کاموں کا شوق وذوق

اور تیسرا کام: ہے طاعت کا (یعنی ثوابی کاموں کا) بہت حریص وشائق ہونا لہٰذا (بقدر استطاعت) ہر نوع کی طاعت کے ساتھ وابستہ رہے اور (سوچے، آس لگائے کہ) شاید میری یہی نیکی مغفرت کا ذریعہ اور حصول جنت کا سبب ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ۔
(ترجمہ) اور یہ ہے وہ جنت جس کے تم وارث کئے گئے اپنے اعمال سے۔"(۱) [سورۂ زخرف—۷۲/کنزالایمان]

اور دوسری جگہ یوں ارشاد فرمایا:

"جزاءً بما کانوا یعملون۔ یعنی یہ تمہارے نیک اعمال کا صلہ ہے۔"

جس نے جو پایا محنت وریاضت ہی سے پایا

اہم تنبیہ: (مصنف علیہ الرحمہ نے کہا) پانے والے جو پاتے ہیں وہ اجتہاد فی الطاعات ہی سے پاتے ہیں۔(۲)

(۴) صالحین کی محبت وخدمت:

اور چوتھا کام: یہ کہ اہل خیر وصلاح سے محبت رکھے، ان سے گھلا ملا رہے، ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا رکھے۔(۳) کیونکہ روز قیامت ان میں ہر ایک اپنی مغفرت اور نجات کے بعد اپنے اصحاب واحباب دوستوں بھائیوں کیلئے شفاعت کرے گا۔

نیک دوستوں کی تعداد بڑھانے میں فائدہ

چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

"اکثروا الاخوان فان لکل اخ شفاعة یوم القیامة۔
(ترجمہ) اپنے بھائیوں اور دوستوں کی تعداد بڑھاؤ کیونکہ ہر (نیک) بھائی یا دوست کو شفاعت کرنے کا روز قیامت حق ملے گا۔"

(۵) کثرت دعا:

اور پانچواں کام یہ کہ بکثرت دعائیں مانگا کرے بالخصوص سوال کیا کرے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے کرم سے جنت نصیب فرمائے اور (صدق ایمان وحسن اعمال) پر ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ (وغیرہ وغیرہ)

گرہ میں باندھنے لائق چار انمول جواہر

اقوال گرانمایہ: بعض حکما (عارفین کاملین) نے کہا ہے کہ:

(۱) "الرکون الی الدنیا مع ما یعاین من الثواب جهل۔ اخروی ثواب کا (نگاہ ایمان سے) معائنہ کر لینے کے باوجود دنیا کی طرف (بندۂ مومن کا) جھکاؤ بڑی نادانی کی بات ہے۔"

(۲) "وان ترک الجهد فی الاعمال بعد ما عرف ثوابه عجز۔ اور ثواب کی معرفت کے بعد بھی اعمال میں محنت نہ کرنا مشقت نہ اٹھانا پورا پھسڈی پن ہے۔"

(۳) "وان فی الجنة راحةً مایجدها الا من لم یکن له فی الدنیا راحة۔ اور بے شک جنت میں بڑی راحت ہے مگر وہ صرف اسے ملے گی جس نے (آخرت کے لئے) دنیا کی راحت سے صبر کیا ہوگا۔"

(۴) "وفیها غنی لایجده الا من ترک فضول الدنیا واقتصر علی الیسیر من الدنیا۔ اور بے شک جنت میں (فقیر صابر کے لئے) ایک عظیم غنا ہے اسے صرف

[۱] جیسا کہ انگشتری ۳ کی عبارت میں گزرا، ۱۲ مترجم غفرلہ۔
[۲] یعنی اخروی فلاح وکامرانی کا ظاہری ذریعہ، پرہیزگاری اور طرح طرح کے ثوابی کاموں میں محنت وریاضت ہی ہے اور حقیقی ذریعہ، اللہ عزوجل کی رحمت ہے نہ کہ اعمال، ۱۲ مترجم غفرلہ۔
[۳] یعنی جو بن پڑے صالحین واخیار کی، اپنے ہاتھ پاؤں سے یا مال ومتاع سے کچھ نہ کچھ خدمت اور تعظیم واحترام کرتے رہنا چاہئے کہ بڑی سعادت کی بات ہے، ۱۲ مترجم غفرلہ۔

وہی پائے گا جس نے دنیا کا فضول (غیر ضروری) مال ومتاع ترک کیا ہوگا اور وہ دنیا کے تھوڑے مال پر قانع رہا ہوگا۔"

طالب دنیا اور طالب عقبیٰ میں کتنا بڑا فرق؟

انوکھا زہد: بعض زاہدوں سے منقول ہے کہ انکا طرز معیشت یہ تھا کہ وہ ساگ پات، نمک لگا کے کھا لیتے اور روٹی نہیں کھاتے تھے تو کسی نے کہا: حضرت! آپ نے اسی پر قناعت کی ہوئی ہے؟ فرمایا: میں نے دنیا کو صرف حصول جنت کا ذریعہ بنایا ہے (یعنی اپنا فاضل مال، حصول ثواب کیلئے صدقہ خیرات کر دیتا ہوں) اور تم نے دنیا (کے اموال) کا استعمال مزبلہ (کوڑے کے ڈھیر) کیلئے کیا ہے یعنی تم عمدہ عمدہ چیزیں کھاتے اور مزبلہ کی زینت بناتے ہو اور میں جو بھی کھاتا ہوں وہ صرف اس نیت سے کھاتا ہوں کہ عبادت کیلئے طاقت ملی رہے۔ امید رکھتا ہوں کہ شاید (اس طرح عمل کر کے) جنت تک پہنچنا نصیب ہو جائے۔

دخول جنت مفت کیوں کر متصور

واقعہ ابن ادہم: منقول ہے کہ (ایک بار) سیدنا ابراھیم ابن ادھم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (سردی کے موسم میں نہانے کیلئے) حمام میں داخل ہونے کا ارادہ کیا۔ مالک نے آپ کو روک دیا اور کہا: پہلے کرایہ دیجئے پھر اندر جائیے آپ اس کی بات سنکر رو پڑے اور اللہ سے عرض کرنے لگے اے اللہ! (میں ایسا حقیر فقیر ہوں کہ) مجھے آج اس بیت الشیاطین میں مفت داخل ہونے کا اذن نہیں ملا تو کل مجھے بیت النبیین والصدیقین میں مفت داخل ہونے کا اذن کیسے مل سکے گا؟ (۱)

ابن آدم کی نادانی پر تعجب

اسرائیلی خبر: منقول ہے کہ بعض انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ کے نازل فرمودہ بعض مصاحف میں لکھا تھا کہ:

"یا ابن آدم تشتری النارَ بثمنٍ غالٍ ولا تشتری الجنۃَ بثمنٍ رخیصٍ۔ (ترجمہ) اے آدم کے بیٹے! تو (کتنا نادان ہے) بھاری قیمت چکا کر دوزخ تو خرید رہا ہے اور جنت جو سستے داموں بک رہی ہے اسے نہیں خریدتا۔"

"جنت سستی" اور "دوزخ مہنگی" اس کا کیا مطلب؟

توضیح: (مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں) اس کا مطلب یہ ہے کہ فاسق آدمی، بسا اوقات فُسّاق کی ضیافت میں سیکڑوں اٹھا دیتا ہے اور وہ اس پر آسان بھی ہوتا ہے تو وہ بھاری رقم خرچ کر کے گناہ کماتا اور استحقاق دوزخ خریدتا ہے اور اگر وہ اللہ کی رضا کے لئے ایک دو درہم خرچ کرتا مثلاً کھانا تیار کرا کے محتاجوں کی ضیافت کرتا تو یہ اس پر گراں گذرتا حالانکہ وہ جنت کا ثمن ہوتا۔ (۲)

یہ ہے سودا کتنا سستا، تاہم تجھ سے مول نہ

حکیمانہ نصیحت: حضرت ابو حازم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر (بالفرض اللہ ورسول کی طرف سے) یہ (اعلان) ہوتا کہ جنت میں صرف وہی جائے گا جو دنیا کی مرغوب وپسندیدہ چیزیں ترک کرے گا تب بھی تو یہ عمل جنت کی نعمتوں کے مقابل یقیناً یسیر وقلیل ہی ہوتا اور (اسی طرح) اگر یہ (اعلان) ہوتا کہ دوزخ سے نجات کسی کو جبھی ملے گی کہ جب وہ جمیع مصائب ومکارہ، برداشت کر لے گا تب بھی وہ دوزخ کے آلام وشدائد کے مقابل یقیناً قلیل ویسیر ہی ہوتا۔ (۳)

جنت کا مہر — ترک دنیا

زاہدانہ قول: حضرت یحیٰ ابن معاذ رازی (علیہ الرحمۃ والرضوان کتاب وسنت کی روشنی میں) ارشاد فرماتے ہیں:

---

[۱] یعنی میرے پاس ایسے اعمال وحسنات نہیں ہیں جنہیں جنت کا دام مان لیا جائے جبکہ میں عمل سے خالی ہاتھ ہوں جنت میں داخلہ کیسے نصیب ہو سکے گا؟ جنت تو پرہیزگاروں عبادت گذاروں کے لئے بنی ہے، میں اس غم میں مغموم ہوں، ۱۲/مترجم غفرلہ۔

[۲] یعنی اس تھوڑے سے انفاق سے بھی ثواب ملتا اور استحقاق جنت حاصل ہوتا، ۱۲/مترجم غفرلہ۔

[۳] یعنی اگر دنیا کی جملہ لذات ومرغوبات چھوڑ کر بھی جنت نصیب ہو، تب بھی تو سودا نہایت ارزاں ہے اور اسی طرح دنیا کے جملہ مصائب ومکارہ، آلام وامراض برداشت کر کے بھی اگر دوزخ سے نجات مل گئی عذاب سے بالکل بچا دیا گیا تب بھی تو سودا بڑا سستا رہا، حالانکہ دوزخ سے نجات اور دخول جنت کا استحقاق کم سے کم تر میں بھی موعود ہے تو یہ سودا کیسے سستا نہ ہوگا جب کہ حال یہ ہے کہ تو اے بھائی! اپنے مرغوبات کا ہزارواں جز ترک کر کے بھی مستحق دخول جنت ہو سکتا ہے (اور اسی طرح) تو اپنے مکارہ ومصائب کا ہزاروں جز برداشت کر کے بھی دوزخ سے نجات پا سکتا ہے تو اندازہ لگائیے کہ سودا کس قدر سستا ہے؟ ۱۲/مترجم غفرلہ۔

بقیہ ص ۴۸/ پر

از: مولانا طارق انور مصباحی*

نیو ورلڈ آرڈر اور یہود و نصاریٰ

(1) نیو ورلڈ آرڈر کا خلاصہ یہ ہے کہ ساری دنیا پر یہودیوں کی حکومت قائم ہو، لیکن یہودی دنیا میں قلیل تعداد میں ہیں، لہٰذا نصاریٰ کی ذہن سازی کی گئی اور یورپ و امریکہ میں یہودیوں نے نصاریٰ کے ساتھ مل کر متعدد تنظیمیں قائم کی ہیں، تا کہ بالواسطہ ساری دنیا پر یہودیوں کی حکمرانی قائم ہو سکے۔

(2) ساری دنیا میں یہ پروپیگنڈہ کیا گیا کہ یہودی بہت زیادہ تعلیم یافتہ اور بہت عقل مند ہوتے ہیں، بہت مالدار ہوتے ہیں، یہودیوں کو ٹیکنالوجی کے میدان میں سب سے بالاتر بتانے کی کوشش کی گئی، حالاں کہ فلسطینی مسلمان جو اسرائیل کی جانب سے پچھتّر سال سے ظلم و جبر اور مختلف قسم کی پابندیوں میں گھرے ہوئے ہیں، ان مظلوم و کمزور فلسطینی نوجوانوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو اسرائیل کے آئرن ڈوم نظام کو ہیک کر لیتے ہیں، چند دنوں قبل اسرائیل کی ایمرجنسی سروس کو ہیک کر لیا گیا، فلسطینیوں نے ایسے میزائل تیار کیے کہ اسرائیل کے مشہور عالم مرکاواٹینک کو تباہ و برباد کر دیا۔ 383 ٹینک میں سے صرف گیارہ ٹینک سلامت رہے، اسرائیل کی وزارت خارجہ کی معلومات ہیک کر لی گئیں۔

اسرائیل کے انٹلی جنس محکمہ موساد کو بے اثر کر دیا گیا، ڈیڑھ ماہ تک غزہ پٹی میں اسرائیل کی فوج گشت لگاتی رہی، لیکن نہ اسرائیلی فوج حماس پر قابو پا سکی، نہ ہی حماس سے مقابلہ کر سکی، نہ حماس کے سرنگوں کو تباہ کر سکی، بلکہ دنیا میں سب سے تربیت یافتہ اور بہادر مانی جانے والی اسرائیلی فوج حماس سے شکست کھا کر بھاگ کھڑی ہوئی، اسرائیل میں ان بھگوڑے فوجیوں پر مقدمے چلائے جا رہے ہیں، بہت سے فوجیوں کو حماس نے قیدی بنا لیا ہے، انہیں قیدی سپاہیوں کے سبب حماس کا مطالبہ ہے کہ سارے فلسطینی قیدیوں اسرائیل کے جیلوں سے رہا کیا جائے، ابھی اسرائیل نے اس مطالبہ کو قبول نہیں کیا ہے، عرب ممالک میں بے شمار مسلمان ہیں جو یہودیوں سے زیادہ مالدار ہیں۔ جھوٹ پھیلا کر اور ڈھکوسلا بازی کر کے یہودیوں کو بالاتر قوم بتانے کی کوشش کی گئی۔

اگر یہ کہا جائے کہ فریب بازی، ظلم و جبر، کذب بیانی اور شیطانی میں یہودی قوم سب سے اوپر ہے تو یہ ضرور سچ ہے، قرآن مقدس میں یہودیوں کی بہت سی شرارتوں کا ذکر ہے، یہودیوں کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی فضیلت عطا فرمائی تھی، لیکن ان کی شیطانی کے سبب وہ فضیلتیں سلب کر لی گئیں اور یہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی غضب یافتہ قوم ہے، ارشاد الٰہی ہے:

''ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ حَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ-ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ-ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ-(سورۂ آل عمران، آیت 112) ترجمہ: ان پر جما دی گئی خواری (ذلت) جہاں ہوں امان نہ پائیں مگر اللہ کی ڈور اور آدمیوں کی ڈور سے اور غضب الٰہی کے سزا وار ہوئے اور اُن پر جما دی گئی محتاجی یہ اس لیے کہ وہ اللہ کی آیتوں سے کفر کرتے اور پیغمبروں کو ناحق شہید یہ اس لیے کہ نافرمان بردار اور سرکش تھے۔'' (کنز الایمان)

''ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ-ان پر ذلت مسلط کر دی گئی۔''

اس آیت میں بیان فرمایا گیا کہ یہودیوں پر ذلت اور محتاجی لازم کر دی گئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس آیت میں استثنا بھی ہے:

''اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ حَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ-سوائے اس کے کہ انہیں اللہ کی طرف سے سہارا مل جائے یا لوگوں کی

احوال عالم

* مضمون نگار ماہنامہ پیغام شریعت دہلی کے سابق مدیر ہیں۔

طرف سے سہارا مل جائے۔''

اِستثنا کے آنے سے معنی یہ بن گیا کہ یہودی ذلت وخواری سے کسی صورت اور کسی طرح بچ نہیں سکتے مگر اللہ عزّ وجلّ کی رسی کے ساتھ اور لوگوں کی رسی کے ساتھ۔ اللہ عزّ وجلّ کی رسی کے ساتھ یوں کہ یہودی مسلمان ہو جائیں تو ذلت وخواری سے بچ سکتے ہیں اور حقیقی عزت حاصل کر سکتے ہیں اور لوگوں کی رسی کی صورت یہ کہ لوگوں سے عہد و پیمان کریں، اسلامی حکومت کے ذمی بن جائیں یا کافر حکومتوں سے بھیک مانگیں اور تعاون حاصل کریں تو دنیاوی عزت پا سکتے ہیں اور ایسی صورت میں ان کی سلطنت بھی بن سکتی ہے۔

چند سالوں قبل اگرچہ اسرائیل میں مغربی ممالک کی مدد سے یہودی سلطنت وجود میں آ گئی ہے، لیکن اس حکومت کا قیام قرآنِ مقدس کی صداقت کے خلاف نہیں بلکہ قرآنِ کریم کی صداقت کی بڑی صاف اور واضح دلیل ہے، قرآن مقدس میں استثنا موجود ہے: (وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ) صدیوں سے ذلیل وخوار یہودیوں کو نصاریٰ کی مدد سے ایک ملک مل گیا اور ان کی حکومت قائم ہو گئی۔

(3) یہود و نصاریٰ نے دنیا بھر میں ایک ملک کو دوسرے ملک سے لڑایا، اپنے ہتھیار فروخت کئے اور ان ملکوں پر بالواسطہ اپنی حکم رانی قائم کر لی، عرب ممالک کو بھی ایک دوسرے سے لڑایا گیا، کبھی صدام حسین کا خوف دلایا گیا، کبھی ایران کا خوف دلایا گیا، کبھی شیعہ سنی کہہ کر ایک دوسرے کو لڑایا گیا، عراق، شام، لیبیا، افغانستان کو تباہ و برباد کر دیا گیا، لاکھوں عوام کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا، حالیہ فلسطین و اسرائیل جنگ کے موقع پر بھی شیعہ وسنی کا اختلاف درمیان میں لانے کی کوشش کی گئی، لیکن ایران اور سعودی ساتھ مل گئے، غیروں کے مقابلے میں کلمہ گو طبقات کو متحد ہو کر مقابلہ آرائی کی اجازت ہے، فلسطین میں بھی مختلف فرقوں کے لوگ ہوں گے، لیکن ساری دنیا کے مسلمان کلمہ گوئی کے نام پر فلسطین کے ساتھ کھڑے ہیں۔

(4) عرب ممالک نہ اپنی مضبوط فوج بنا سکے، نہ ہی محکمہ دفاع کو مضبوط کر سکے، ایران پر بھی ہمیشہ پابندی لگی رہی، لیکن ایران نے ہتھیار بھی بنایا اور اپنی فوجی پوزیشن کو بھی مستحکم کیا، آج بھی ایران پر پابندیاں عائد ہیں، لیکن ایران ہمیشہ امریکہ کو آنکھ دکھاتا رہا ہے، وہ کبھی امریکہ کے سامنے جھکا نہیں ہے۔ ایران ایک شیعہ ملک ہے، لیکن سعودی و دیگر تمام عربی ممالک بھی خالص سنی نہیں ہیں۔ جب اغیار حملہ آور ہوں تو کلمہ گو طبقات کو متحد ہو کر اغیار سے مقابلہ آرائی کی اجازت ہے، اگر موجودہ منظر نامہ سے ایران کو غائب کر دیا جائے تو اکثر مسلم ممالک امریکہ کو جھک کر سلام کرنے والے اور امت مسلمہ کو یہود و نصاریٰ کی غلامی میں ڈالنے والے ہیں۔

قرآن عظیم کا فرمان ہے: (فاستعدوا له ما استطعتم) اپنی قوت بھر دشمن کے مقابلے کی تیاری رکھو، لیکن اکثر مسلم ممالک امریکہ یا روس کے دربار میں سلامی ٹھونکتے رہے، حسب ضرورت غیر مسلم ممالک سے مدد لینا بھی جائز ہے، لیکن اغیار پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا، کون کب کدھر پلٹ جائے، کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی بعض مواقع پر مدینہ منورہ کے یہود اور مشرکین عرب کے بعض قبیلوں سے معاہدہ فرمایا تھا، تفصیلات فقہ وسیرت کی کتابوں میں دیکھ لی جائیں۔

(5) گرچہ چند دنوں کی جنگ بندی ہو چکی ہے اور اپنے عوام کے خوف سے مغربی ممالک بھی اعلانیہ طور پر اسرائیل کی حمایت میں نہیں ہیں، لیکن اندرون خانہ کی رپورٹ اطمینان بخش نہیں۔ دوبارہ جنگ شروع ہو سکتی ہے، لہٰذا مسلمانوں کی فتح یابی کی دعائیں کی جائیں۔

◆◆◆

ص ۴۶ کا بقیہ.....

"ترک الدنیا شدید و ترک الجنة اشد منه وان مهر الجنة ترک الدنیا۔ (ترجمہ) (مانا کہ) دنیا کی لذتوں راحتوں کا ترک سخت کام ہے (کوئی آسان بات نہیں مگر) ترک جنت تو اور بھی زیادہ سخت ہے (۱) حالانکہ بے شک جنت کا مہر (دام) ترک دنیا ہے۔"

.....جاری ◄■

از: غلام مصطفیٰ رضوی *

مسلم امہ پر مظالم کی شب دیجور

تھے تو آبا وہ تمہارے ہی مگر تم کیا ہو
ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا ہو

فلسطین کے سینے پر ''اسرائیل'' کا ناجائز وجود ایسا ناسور ہے کہ جس کے ذریعے فلسطینی مسلمان مسلسل زخم سہہ رہے ہیں خونِ مسلم سے ارضِ اقصیٰ لہولہان ہے۔ وادیِ قدس میں بمبار جہازوں کا ہجوم ہے، مسجد اقصیٰ میں لگاتار ستم کے سائے دراز ہیں، مدتوں سے ظلم کی شبِ دیجور چھائی ہوئی ہے، قتل وغارت گری، ظلم وزیادتی اور ستم روز کا معمول بن چکے ہیں، یہی وجہ ہے کہ رفتہ رفتہ مسئلۂ فلسطین کو نظر انداز کر دیا گیا۔ انھیں نہتا چھوڑ دیا گیا، انھیں بے یار ومددگار بنا دیا گیا۔ ان کا کوئی پرسان حال نہ رہا۔

معاً اکتوبر ۲۰۲۳ء میں غزہ سے ظلم کے خلاف جو آندھی مٹھی بھر جیالوں نے برپا کی؛ اُس نے ساری دُنیا میں ظالم و دہشت گرد اسرائیل کو بے نقاب کر دیا۔ مسئلۂ فلسطین پھر زندہ ہو گیا!! پہلے بھی اسرائیل ظلم وستم ڈھاتا تھا؛ لیکن اب اُس نے تمام حدیں پار کر لی ہیں۔ اُسے پتہ ہے کہ چاروں طرف مسلم مملکتیں ہیں لیکن کوئی فلسطینی مسلمانوں کو بچانے نہیں آئے گا؛ نہ ہی کوئی امداد پہنچائے گا۔ صورتِ حال یہ ہو گئی ہے کہ:

[۱] اسرائیل کے ساتھ امریکہ، برطانیہ، جرمنی، فرانس اور تمام مسلم دُشمن کھڑے ہیں؛ شانہ بشانہ ہیں، ہتھیاروں سے بھرپور مدد کر رہے ہیں، لیکن کوئی مسلم ملک فلسطین کا معاون نہیں، کوئی مددگار نہیں، سب زبانی جمع خرچ تک محدود ہیں، کوئی ظالم کا ہاتھ پکڑنے والا نہیں!! کوئی مظلوم کو طاقت پہنچانے والا نہیں۔

[۲] ایک طرف عرب امارات میں بھاری بھرکم زمینیں عطیہ دے کر مندر بنوایا جا رہا ہے؛ ہند میں مسلمانوں کی ماب لنچنگ/ تعصب کے ذمہ دار کو بلا کر مندر کا افتتاح کروایا جا رہا ہے؛ یوں ظالم کی مدد کی جا رہی ہے، جب کہ غزہ میں یہی عرب حکمراں ہتھیار، جہاز، دوا، پانی، غذا تک نہیں بھیج رہے؛ بلکہ فلسطینیوں کو مرنے کے لیے روتا بلکتا تنہا چھوڑ دیا گیا ہے۔

[۳] اپنی تہذیب سے نگاہیں موند کر مغربی تمدن کی طرف للچائی نظروں سے دیکھنا زوال کی علامت ہے۔ یہی کچھ عرب میں ہو رہا ہے؛ مسلمانوں کی نسل کشی کے مرتکب ''صہیونیت'' کے اثرات بڑی تیزی سے قبول کیے جا رہے ہیں۔ رقص وسرود کے اڈے تعمیر کیے جا رہے ہیں اور اسلامی ثقافت کے آثار مٹائے جا رہے ہیں۔ عربوں کی غیرت مٹ چکی ہے۔ وہاں مغربی کلچر تیزی سے پالا پوسا جا رہا ہے۔

[۴] اسرائیل کے وجود کو مستحکم کرنے کے لیے ایک ایک کر کے عرب ملکوں کو کمزور کیا گیا، خانہ جنگی کروائی گئی، آج صورت حال یہ ہے کہ عرب ممالک خود اپنے وجود وبقا کے لیے ہاتھ پیر مار رہے ہیں، جن کے پاس سرمایہ وقوت ہے وہ مغربیت زَدہ ہو چکے ہیں، وہ اسرائیل وامریکہ وبرطانیہ کے معین ومددگار ہیں۔

[۵] یہ کیسے مسلم حکمراں ہیں جو مندر تو بنوا لیتے ہیں لیکن انھیں ہزار کے لگ بھگ مساجد کی غزہ میں بربادی وشہادت دکھائی نہیں دیتی! پھر بھی ان کی غیرت دینی نہیں جاگتی؛ شاید مسلم حکمراں اسے کوئی سیاسی عنوان سمجھ رہے ہیں جب کہ حقیقتاً یہ مسلم نسل کشی اور مسلم دشمنی کا ساخشانہ ہے۔ یہ اسلام بمقابل صہیونیت ہے جو کھل کر اسلام سے اپنے تعصب کا اظہار کر رہی ہے۔

[۶] پوری دنیا گونگی بنی ہوئی ہے۔ نالے بلند ہو رہے ہیں، چیخیں دور دور تک پہنچ رہی ہیں۔ سسکیاں آ رہی ہیں۔ آہیں بلند ہو رہی ہیں۔ بچے بھوک سے بلبلا رہے ہیں۔ ننھے ننھے بچے جاں بہ لب ہیں، بچیاں کراہ رہی ہیں۔ بیوائیں اپنی بے بسی کے آنسو بہا رہی

احوال عالم

* مضمون نگار نوری مشن مالے گاؤں مہاراشٹرا کے رکن ہیں۔

ہیں۔ کوئی ان کے درد کو نہیں سن رہا ہے، کوئی ان کے کرب کو محسوس نہیں کر رہا ہے، سب آنکھیں موند کر بیٹھے ہیں، کان سُن ہو چکے ہیں، نگاہوں پر پردہ پڑ چکا ہے، ضروری ہے کہ اپنی دعاؤں میں ہم اپنے مظلوم فلسطینی بھائیوں کو یاد رکھیں۔ ان کے درد کے احساس کو زندہ کریں، ان کے لیے ہاتھوں کو بلند کریں، ان کے لیے دعاؤں کے توشے نذر کریں، ہم کچھ نہیں کر سکتے لیکن ایک ایمان افروز کام کر سکتے ہیں، دعاؤں کی سوغات ضرور نذر کر سکتے ہیں؛ اپنے رب کو راضی کر سکتے ہیں؛ اپنے رب سے تمنائے دلی کا اظہار کر سکتے ہیں، ضرور مانگیں:

اے اللہ! ظلم کی شبِ دیجور دور فرما! غزہ کے مسلمانوں پر رحم فرما، فلسطینی مسلمانوں کی غیب سے مدد فرما! جو محاذ پر ڈٹے ہوئے ہیں؛ ان کے بازوؤں میں ایسی قوت دے کہ دُشمن کی صفیں اُلٹ دیں! مجاہدین کے لیے نصرت کی بادِ صبا بھیج دے! فلسطینی مسلمانوں کی قربانیاں قبول فرما؛ ان کے لہو کی سُرخی سے چمن قدس کو باغ و بہار فرما! ارضِ اقصیٰ پر قابض صہیونیوں کو زمیں کی پستیوں میں دفن فرما! گلشنِ مسلمین کی تاراجی کرنے والوں کو عبرت ناک انجام کی دہلیز سے ہمکنار فرما! فضائے اقصیٰ میں آگ بکھیرنے والوں کو بکھیر دے! ان کو بھی تاراج فرما جو ارضِ عرب میں صہیونیت کو پال پوس رہے ہیں! جو مراکز اسلام میں امریکی کاز کو مستحکم کر رہے ہیں! ان تماش بیں حکمرانوں کو زوال کی گھاٹیاں عطا کر جو غزہ کے کمھلائے پھولوں کو مسلنے میں مدد دے رہے ہیں! جو سُہاگِ مسلم کو لُٹتا دیکھ کر تماشائی بنے ہوئے ہیں!! مولیٰ کریم! صبحِ تازہ نمودار فرما جس کے دامن سے آزادیِ فلسطین کا سورج طلوع ہو، شبِ غم کافور ہو جائے۔ لہو خیزی سے چمن آباد ہو جائے! چمن اسلام کی حنا بندی فرما! نشیمن اُجاڑنے والوں کو اُجاڑ دے اور غزہ پھر آباد ہو! پھر شاد ہو! پھر حیات کی تازہ بہاریں چھا جائیں اور اس کے عقب سے فضائے اقصیٰ میں توحید و رسالت کے وہ پاکیزہ نغمے بلند ہوں جس سے صہیونی منصوبے مسمار ہو جائیں!! مولیٰ کریم! عربوں کو دامِ فرنگ سے آزادی نصیب فرما! اسلامی ثقافت کے آثار مٹانے والوں کو مٹا دے! تمدنِ مغرب کے چاہنے والوں کو تاج و تخت سے محروم فرما دے، آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین ﷺ۔

آزاد ہو یہ ارض مقدس بھی جلد تر
یہ مدعا بھی اے مرے رب العلیٰ ملے

ص ۵۴ کا بقیہ.....

جس میں فقہی مسائل پر تحقیق و تدقیق کے بعد قولِ فیصل کا صدور معنویت سے پُر ہے، مفتی عبد الصمد مصباحی (دھاراوی ممبئی) نے کہا کہ: اعلیٰ حضرت نے مسائلِ فقہ میں متضاد اقوالِ ائمہ کے درمیان تطبیق فرمائی، مسائل کے استنباط میں آپ کی تدقیقات بڑی معرکہ آرا ہیں، ڈاکٹر سجاد احمد رضوی (پریسیڈینسی یونیورسٹی کلکتہ) نے کہا کہ: اعلیٰ حضرت کی سیاسی بصیرت تھی کہ آپ نے سو سال قبل مشرکین سے ادغام و اتحاد سے گریز کی تعلیم دی تا کہ شعائر اسلام کا تحفظ ہو، مسلمانوں کو اپنی سیاسی و معاشی و سماجی حالت کی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے، اعلیٰ حضرت کے دو پروگرام ''دس نکاتی منصوبہ'' اور ''تدبیر فلاح و نجات و اصلاح'' پر عمل کی آج بھی اشد ضرورت ہے، مولانا مبارک حسین غوثی (بھیونڈی) نے کہا کہ: اعلیٰ حضرت کی اسلامی فکر و سائنسی مہارت مثالی ہے اور فکر سلفِ صالحین کی ترجمان، مفتی فیضان المصطفیٰ قادری (بانی جامعہ امام اعظم لکھنؤ) نے کہا: اعلیٰ حضرت کا کتاب و سُنّت سے استدلال فقہی بصیرت پر دال ہے، اعلیٰ حضرت نے فقہی معاملات میں ہمیں دلیلوں کا عادی بنا دیا، سلام و دعا پر محفل اختتام پذیر ہوئی۔

اجتماع برائے شعبۂ نسواں 18: فروری اتوار کو بعد نمازِ ظہر تا شام خواتین اسلام کا اجتماع منعقد ہوا، دار العلوم کے شعبۂ نسواں (بنات القادریہ) سے فارغ 20/ طالبات کی ردا پوشی کی گئی، عالمہ فاضلہ شگفتہ پروین، عالمہ شمس النساء، خوشبو باجی و دیگر معلمات نے خطاب کیا، جس میں کافی خواتین نے شرکت کی، واضح رہے کہ ادارے کے معاونین کا بھی اظہار تشکر کیا گیا کہ ان کی معاونت سے یہ تعلیمی سفر یہاں تک پہنچا؛ مزید مستقبل میں بھی معاونین کی توجہ رہے گی تا کہ جامعہ کے شعبے مزید مستحکم ہوں، ایسی رپورٹ الجامعۃ الرضویہ کلیان سے ارسال کی گئی۔

حضرت داؤد علیہ السلام سے ایک عورت کا مکالمہ

(از: ایک قاری کے قلم سے)

مورخین نے کتب تاریخ میں لکھا ہے ایک خاتون حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: اے خدا کے نبی! کیا اللہ ظالم ہے؟

حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: رب تعالیٰ تو سراسر عدل انصاف ہے، وہ ذرا برابر بھی کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ اس نے کہا اللہ نے مجھ پر ظلم کیا ہے حضرت داؤد علیہ السلام نے پوچھا کون سا ظلم کیا ہے؟ اللہ کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے، وہ کہنے لگی مجھے تو حکمت نظر نہیں آتی مجھے تو ظلم لگتا ہے۔

پھر اس عورت نے اپنا قصہ بیان کرنا شروع کیا: اے خدا کے نبی! میں ایک بیوہ عورت ہوں، میری تین یتیم بچیاں ہیں، جن کی پرورش میں اپنے ہاتھ سے سوت کاٹ کاٹ کے کرتی ہوں، میں دن بھر اور بعض اوقات راتوں کو جاگ کر سوت کاتتی ہوں، گزشتہ روز میں اپنا کاتا ہوا سوت ایک سرخ کپڑے میں باندھ کر اسے بیچنے کے لیے بازار جانا چاہتی تھی، تاکہ اس کی آمدنی سے بچیوں کے کھانے پینے کا بندوبست کروں، لیکن اچانک ایک پرندہ مجھ پر ٹوٹ پڑا اور سرخ کپڑے کا ٹکڑا جس میں میں نے سوت باندھ رکھا تھا۔

اسے گوشت کا ٹکڑا سمجھتے ہوئے لے اڑا، میں یونہی حسرت و یاس سے ہاتھ ملتے رہ گئی، اب میرے پاس کچھ نہیں کی اپنی بچیوں کو کھانا ہی کھلا سکوں، ابھی وہ خاتون حضرت داؤد علیہ السلام سے اپنی داستان بیان کر رہی تھی کہ اتنے میں آپؑ کے دروازے پر دستک ہوئی، حضرت داؤد علیہ السلام نے آنے والے گھر میں داخل ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

اجازت ملتے ہی دس تاجر یکے بعد دیگرے اندر داخل ہوئے، جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں سو سو دینار تھے، تاجروں نے عرض کیا: خدا کے نبی! ہمارے ان دیناروں کو ان کے مستحق تک پہنچا دیں، حضرت داؤد علیہ السلام نے پوچھا:

''میرے پاس یہ مال حاضر کرنے کا سبب کیا ہے؟''

تاجروں نے جواب دیا: خدا کے نبی! ہم سب ایک کشتی میں سوار تھے۔ اتفاقاً ایک زوردار آندھی آئی، کشتی میں ایک جانب سوراخ ہو گیا اور پانی کشتی میں داخل ہونا شروع ہو گیا، موت ہمیں سامنے نظر آ رہی تھی، ہم نے نذر مانی کہ اگر رب تعالیٰ ہمیں اس طوفان سے نجات دیدے تو ہر شخص سو، سو دینار صدقہ کرے گا، اب پانی کشتی میں تیزی سے داخل ہونے لگا، ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہ تھی، جس سے اس سوراخ کو بند کر سکیں۔

ادھر ہم نے نذر مانی، ادھر رب تعالیٰ نے ہماری مدد کا بندوبست کر دیا۔ ایک بہت بڑا پرندہ منڈلاتا ہوا کشتی کے اوپر آ گیا۔ اس کے پنجے میں ایک سرخ رنگ کی پوٹلی تھی۔ اس نے دیکھتے ہی دیکھتے پوٹلی کشتی میں پھینک دی۔ ہم نے لپک کر اس پوٹلی کو پکڑا، اس میں کاٹا ہوا سوت تھا۔ ہم نے فوراً اس سے کشتی کا سوراخ بند کیا اور اس میں داخل شدہ پانی کو ہاتھوں سے باہر پھینکا۔ تھوڑی دیر بعد طوفان تھم گیا اور یوں ہم موت کے منہ سے واپس آئے ہیں۔ اب یہ صدقے کی رقم آپ کے ہاتھوں میں ہے، آپ جسے چاہیں، اسے دے دیں۔

یہ قصہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام اس بیوہ عورت کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: پروردگار تیرے لیے بحر و بر میں تجارت کر رہا ہے اور تو ہے کہ اس کو ظالم گردان رہی ہے؟ پھر آپ نے وہ دینار اس خاتون کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا: جاؤ انہیں اپنی بچیوں پر خرچ کرو۔ (مجالس النسا)

◆◆◆

جمعۃ المبارکہ! سید الایام

(از: نورین خان، پشاور پاکستان)

اسلام میں جمعہ کو بہت اہم دن سمجھا جاتا ہے، اسے عربی میں "جمعہ" کہا جاتا ہے جس کا مطلب ہے "اجتماع" یا "جماعت" اسلام میں جمعہ کی اہمیت کو مختلف پہلوؤں سے اجاگر کیا گیا ہے، سب سے پہلے، جمعہ وہ دن ہے جس دن مسلمان ہفتہ وار اجتماعی نماز کے لیے جمع ہوتے ہیں جسے نماز جمعہ کہتے ہیں، یہ نماز اسلام

میں واجب عبادات میں سے ایک ہے اور اس کی بڑی اہمیت ہے۔ مسلمانوں کو مسجد میں نماز پڑھنے، خطبہ سننے اور اجتماعی دعا کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے، مسلمانوں کے لیے یہ وقت ہے کہ وہ اکٹھے ہوں، اپنے اتحاد کو مضبوط کریں اور اللہ کے ساتھ اپنے تعلق کے ذریعے روحانی تجدید حاصل کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جمعہ کو اسلام میں بابرکت دن سمجھا جاتا ہے، یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جمعہ کا دن اللہ کی طرف سے ایک خاص نور اور برکت رکھتا ہے، نبی اکرم ﷺ نے جمعہ کے دن کو ہفتے کا بہترین دن قرار دیا ہے اور آپ نے مسلمانوں کو اس دن اللہ کے ذکر اور دعاؤں میں اضافہ کرنے کی ترغیب دی ہے، آپ یوں سمجھ لیں کہ جمعہ کا دن پورے ہفتے کے دنوں کا سردار دن ہے، اس دن خاص دعائیں مانگی جاتی ہے اور کہتے ہے کہ جمعہ کے دن کی گئی دعا رد نہیں ہوتی اور فوراً قبول ہو جاتی ہے۔

تیسری بات: جمعہ کا دن اسلام میں کئی مخصوص طریقوں اور آداب سے وابستہ ہے، مسلمانوں کو جمعہ کے دن واجب غسل کرنے، صاف اور اچھے کپڑے پہننے، خوشبو لگانے اور جلدی مسجد جانے کی ترغیب دی جاتی ہے، یہ مشقیں ایک طرح سے پاکیزگی اور اس مبارک دن پر عبادت میں مشغول ہونے کی تیاری کی علامت ہیں، یہ تو حقیقت ہے کہ اللہ پاک نے کائنات تخلیق کی ہے اور وہ ہی واحد تمام مخلوقات کا یکتا خالق ہے، اس لئے رب العالمین نے بعض کو بعض پر فوقیت دی ہے مثال کے طور پر اس کریم رب نے جمعہ کے دن کو باقی تمام دنوں میں فوقیت دی ہے اور اسے برکت والا دن بنایا ہے یعنی جمعہ المبارک کو اہمیت حاصل ہے۔

مزید برآں، جمعہ مسلمانوں کے لیے اپنے ایمان پر غور کرنے اور اللہ سے رہنمائی حاصل کرنے کا وقت ہے، یہ غور وفکر، خود غور وفکر اور اللہ کی نعمتوں اور رحمتوں کو یاد کرنے کا دن ہے، مسلمانوں کو عبادات میں مشغول ہونے کی ترغیب دی جاتی ہے، جیسے قرآن کی تلاوت، رضا کارانہ دعائیں، صدقہ دینا اور استغفار کرنا۔

مجموعی طور پر جمعہ کو اسلام میں اجتماعی عبادت، برکت اور روحانی عکاسی کے دن کے طور پر بہت اہمیت حاصل ہے، مسلمانوں کے لیے یہ وقت ہے کہ وہ اللہ اور اپنی برادری کے ساتھ اپنا رشتہ مضبوط کریں، رہنمائی حاصل کریں اور روحانی ترقی کے لیے کوشش کریں۔

مسجد الجمعہ: جہاں پہلی نماز جمعہ ادا کی گئی، مدینہ منورہ کے اطراف میں واقع مسجد الجمعہ وہ جگہ ہے جہاں مکہ سے مدینہ ہجرت (ہجرت) کے فوراً بعد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی نماز جمعہ پڑھائی۔ مسجد الجمعہ مشہور مسجد نبوی سے تقریباً 2.5 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ نمازِ جمعہ مکہ معظّمہ میں فرض ہو چکی تھی؛ لیکن اس کی سب سے پہلے ادائیگی مدینہ منورہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے فرمائی، اس پہلے جمعہ میں 40 حضرات شریک تھے، پھر جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے پہلا جمعہ "قبا" سے روانہ ہو کر محلہ بنو سالم بن عوف میں ادا فرمایا۔ جہاں بعد میں ایک مسجد بنا دی گئی، جو "مسجد جمعہ" کے نام سے موسوم ہوئی۔

نوٹ: چونکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مدینہ منورہ میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مبلغِ اسلام بن کر آئے تھے اور انہی کی تبلیغ سے مدینہ منورہ میں اسلام پھیلا، اس لیے آپ ﷺ نے جمعے کے قیام کا خط حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام جاری فرمایا، بنابریں مدینہ منورہ میں پہلے جمعے کے قیام کی نسبت حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھی کی جاتی ہے۔

◆◆◆

ص ۵ کا بقیہ.....

تردید حقیقت ہے کہ اس وقت گلستان سنیت میں جو بہاریں نظر آرہی ہیں وہ امام احمد رضا کی بے لوث کاوشوں کا نتیجہ ہے۔

لہٰذا اس دن عشان اپنے اس محسن کی بارگاہ میں اپنی عقیدتوں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں اور اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ان کے ایمان واسلام کی محافظت کے لئے امام احمد رضا جیسا متبحر اور نادر روزگار پیشوا عطا فرمایا، اللہ رب العزت ہمیں ان کے نقش قدم چلنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے، آمین۔

الٰہی زیست کو میری تو جنت کا نشاں کر دے

(از: شفیق اللہ نوری جوہر، باڑاوی سیتامڑھی)

الٰہی زیست کو میری تو جنت کا نشاں کر دے
مٹا کر نقش عصیاں کو منور جسم و جاں کر دے

یہی ہے التجا تجھ سے شہ کونین کے صدقے
خطاؤں کو قیامت میں مری سر نہاں کر دے

سیاہی دور فرما کر جہان قلب سے یارب
مثال کہکشاں روشن مرے دل کا مکاں کر دے

زمیں سے عرش کو دیکھوں بصیرت ہو عطا ایسی
ہوں جتنے راز سربستہ وہ سب مجھ پر عیاں کر دے

مشام جاں معطر ہو ہمیشہ جس کی خوشبو سے
خدایا اپنی قدرت سے وہ پیدا گلستاں کر دے

وبا پھیلی ہے دنیا میں ہر اک جانب مرے مولیٰ
زمانے کی مصیبت سے عطا حفظ و اماں کر دے

دعا ہے حضرت حسان کے صدقے یہ جوہر کی
زمین فکر کو میری الٰہی آسماں کر دے

ہمیں ان کے در تک رسائی ملی

(از: سید خادم رسول عینی، بھدرک، اڑیسہ)

دل تار کو یوں صفائی ملی
ہمیں ان کے در تک رسائی ملی

ثنائے شہ دو جہاں کے لیے
قلم کو مرے روشنائی ملی

فرشتے بھی کرتے ہیں مدح نبی
فلک پر بھی محفل سجائی ملی

سلام ان پہ پڑھتے ہیں سارے حروف
درودوں میں مشغول اکائی ملی

حبیب خدا سے ملقب ہیں جو
نثار ان پہ ساری خدائی ملی

تصور میں طیبہ کا گلزار ہے
ہمیں دشت غم سے رہائی ملی

یہ فیضان ہے شاہ کونین کا
کلی شبنموں سے نہائی ملی

حلیمہ پہ کرتا ہے رشک آسماں
بہت خوش نصیب ان کی دائی ملی

میں کرتا ہوں عینی نبی کی ثنا
شب و روز کی یہ کمائی ملی

نغمۂ صلی علیٰ جو بھی پڑھا کرتے ہیں

(از: محمد نعیم الدین قادری گلابوری، جامعہ رحمانیہ بارہ بنکی)

جب تصور میں انہیں یاد کیا کرتے ہیں
ذہن میں نعتیہ اشعار بنا کرتے ہیں

نغمۂ صلی علیٰ جو بھی پڑھا کرتے ہیں
فکر دنیا سے وہ محفوظ رہا کرتے ہیں

ان کے دربار سے جو لوگ پھرا کرتے ہیں
جا بجا دہر میں وہ خوار ہوا کرتے ہیں

نہ انہیں خوف لحد کا ہے نہ خوفِ محشر
عشقِ سرکار میں جو لوگ جیا کرتے ہیں

ایک دن شہر مدینہ میں بلائیں گے حضور
ہم شب و روز انہیں یاد کیا کرتے ہیں

دَورۂ چشمِ کرم کرتے ہیں جب جانِ بہار
گُل مِری کِشتِ تخیّل میں کھلا کرتے ہیں

الفتِ شہ کی بدولت ہی ابوبکر و عمر
روضۂ پاک میں بھی ساتھ رہا کرتے ہیں

شہر بغداد و بخارا کی کریں کیوں تخصیص
ان کے عشّاق ہر اک سمت رہا کرتے ہیں

رنج و آلام سے وہ بچتے رہیں گے ہر دم
جو شب و روز ترا نام جپا کرتے ہیں

صدقۂ حضرتِ حسّان نعیم خستہ
ہو عطا آپ کو ہم رب سے دعا کرتے ہیں

منظومات

الجامعۃ الرضویہ میں حسام الحرمین کانفرنس اور امام احمد رضا سیمینار

قائد ملت کے ہاتھوں طلبہ کی دستار—فکر رضا کی ترویج کا پیغام

حسام الحرمین کانفرنس 17: فروری سنیچر کی شب سرزمین کلیان پر" حسام الحرمین کانفرنس" کا انعقاد الجامعۃ الرضویہ کے سلور جوبلی کی نسبت سے ہوا، مختلف شعبوں سے فارغ 50 رطلبہ کی دستار بندی شہزادۂ حضور تاج الشریعہ حضرت مفتی محمد عسجد رضا خان قادری نوری صاحب بریلی شریف کے مبارک ہاتھوں سے ہوئی، اس پروگرام میں کلیان، بھیونڈی، ممبرا، امبرناتھ، ممبئی کے بکثرت علما، مشائخ وعمائدین شریک رہے، حضور عسجد میاں صاحب نے الجامعۃ الرضویہ کے لیے دعا کی اور مسلکِ اعلیٰ حضرت پر قائم رہ کر خدمت دین وسُنّیت کے لیے نصیحت فرمائی، اس موقع پر حضرت مفتی عاشق حسین کشمیری بریلی شریف بھی بنفس نفیس موجود تھے، متعدد علما نے خطاب کیا، جامعہ کی خدمات کو اہل علم نے خراج محبت پیش کیا، امام احمد رضا سیمینار کے مقالات کا مجموعہ" امام احمد رضا نمبر" نیز دیگر مطبوعات کا اجرا عمل میں آیا۔

امام احمد رضا سیمینار: دربدر کی خاک چھان کر کسی ادارے کا وجود ہوتا ہے، مولانا محمد مسعود رضا اور مولانا جہانگیر اشرف و رفقائے کار نے جس تعلیمی مشن کا آغاز ''الجامعۃ الرضویہ'' کی شکل میں کیا تھا وہ اپنی 25 رمنزلیں عبور کر چکا ہے، یہ ادارہ قابلِ تقلید ہے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی یاد میں علمی وتحقیقی سیمینار کا انعقاد باعث فرحت ہے، بانیان الجامعۃ الرضویہ نے متعدد جہتوں سے دینی وعلمی خدمات انجام دی ہیں اور بچوں اور بچیوں کی تعلیمی کفالت کا مبارک فریضہ انجام دیا ہے۔ اس طرح کا اظہارِ خیال قومی سطح پر منعقدہ ''امام احمد رضا سیمینار'' کے پہلے سیشن سے ڈاکٹر مفتی ارشاد ساحل سہسرامی (سابق استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور) نے اپنے خطبۂ صدارت میں کیا۔

مقالہ نگاران نے بالترتیب مقالہ جات کی خواندگی کی، مولانا شاہ الحمید مرکزی (شعبۂ تحقیق الجامعۃ الرضویہ) نے ''اعلیٰ حضرت اور اصلاح معاشرہ'' کے زیر عنوان کہا کہ: اعلیٰ حضرت کی تحقیقاتِ علمیہ میں معاشرتی فوز وفلاح کا زبردست مواد موجود ہے، مولانا عرفات رضا امجدی (شعبۂ تحقیق الجامعۃ الرضویہ) نے کہا کہ: اعلیٰ حضرت کی عبقریت مسلّم ہے؛ جن کے فیضانِ علم وتحقیق سے علمی دُنیا فیضیاب ہے، غلام مصطفیٰ رضوی (نوری مشن مالیگاؤں) نے کہا کہ: تحفظِ ناموس رسالت ﷺ کے لیے فتاویٰ" حسام الحرمین" فقہی گہرائی وگیرائی کا مرقع ہے جس کے مصدقین مرجع علمائے عالمِ اسلام ہیں، تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ کے عنوان پر اعلیٰ حضرت کی خدمات کے معترف علما ومشائخ اور محققین و اسکالرز بھی ہیں۔

مفتی شاہنواز مصباحی (ممبرا) نے کہا کہ: اعلیٰ حضرت نے علوم عقلیہ کو دین کا خادم بنا دیا؛ آپ نے علوم عقلیہ ونقلیہ میں اپنے دیرینہ نقوش ثبت کیے، مولانا غلام چشتی غوثی (شعبۂ تحقیق الجامعۃ الرضویہ) نے کہا کہ: خانوادۂ اشرفیہ وخانوادۂ رضویہ کے روابط کا تاریخی تسلسل ہے، شیخ المشائخ حضور اشرفی میاں و اعلیٰ حضرت بریلوی کے مابین محبت واُلفت کا اٹوٹ رشتہ ہے، مولانا قاضی نور سعید قادری (بھیونڈی) نے فرمایا کہ: اعلیٰ حضرت نے ردقادیانیت میں 5 رکتابیں تصنیف کیں اور دلائل سے قادیانیت کی بیخ کنی کی، مولانا مخدوم رضا جامعی (مدرس الجامعۃ الرضویہ) نے کہا کہ: فتاویٰ رضویہ جہان علم وتحقیق ہے، سیمینار کے پہلے سیشن میں 7 رمقالات پیش کیے گئے۔

سیمینار کے دوسرے سیشن کی صدارت مفتی محمد اشرف رضا (ممبئی) نے کی اور خطبۂ صدارت میں کہا کہ: الجامعۃ الرضویہ کلیان کے قیام کے 25 رسال کی تکمیل پر متعدد علمی وتعلیمی سرگرمیاں لائق قدر ہیں، اس کا اشاعتی کارواں تیز گام ہے، خواندگی کے عرصہ میں بالترتیب 8 رمقالات پیش کیے گئے، مفتی مشتاق عزیزی (جامعہ اہلسنّت صادق العلوم ناسک) نے کہا کہ: اعلیٰ حضرت کی شاعری میں غزلیہ رنگ وآہنگ بدرجۂ اتم پایا جاتا ہے، اعلیٰ حضرت کی شاعری رنگ تغزل کے ساتھ حزم واحتیاط کی آئینہ دار ہے، مفتی مشتاق احمد امجدی (امام احمد رضا لرننگ سینٹر ناسک) نے کہا کہ: فتاویٰ رضویہ فقہی انسائیکلوپیڈیا ہے؛ بقیہ ص ۵۰ رپر

सुन्नी दुनिया में इश्तिहार देकर अपने कारोबार और इदारे को फ़रोग़ दें

Monthly Package Four Colour महाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	کوارٹر پیج Quarter Page	ہاف پیج Half Page	فل پیج Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	8000/-	10000/-	15000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	6000/-	8000/-	12000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	4000/-	6000/-	10000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Quarterly Package Four Colour तिमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	20000/-	25000/-	35000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	15000/-	20000/-	30000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	10000/-	15000/-	25000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Half Yearly Package Four Colour छमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	30000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	20000/-	35000/-	50000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	15000/-	25000/-	40000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Yearly Package Four Colour सालाना पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	50000/-	70000/-	100000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	35000/-	60000/-	80000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	25000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Black & White Package any in side Magzine ब्लैक एण्ड व्हाईट पैकेज रिसाला में कहीं भी

1	Monthly	1500/-	3000/-	5000/-	ماہانہ	۱
2	Quarterly	4000/-	8000/-	12000/-	سہ ماہی	۲
3	Half Yearly	7000/-	12000/-	16000/-	ششماہی	۳
4	Yearly	10000/-	16000/-	20000/-	سالانہ	۴

नोटः-

1 तीन महीने का मतलब कोई भी तीन महीने, इसी तरह 6 या 12 महीने का मतलब कोई भी 6 या 12 महीने।

2 वक़्त और हालात के पेशे नज़र इश्तिहार की इबाआत मुक़द्दम व मुवख़्ख़र भी हो सकती है।

3 पूरे इश्तिहार की रक़म एक मुश्त पेशगी जमा करनी होगी।

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597

RNI No. UPMUL/2017/71926
Postal Regd. No. UP/BR-34/2023-25

APRIL-2024
PAGES 56 WITH COVER

PER COPY : ₹ 30.00
PER YEAR : ₹ 350.00

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003, Editor Asjad Raza Khan